عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر : ۱۶

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

آہ! حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

علم و عرفان کا سورج غروب ہو گیا • اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

- علم دین کی اہمیت و فضیلت
- میت سے متعلق غلط رسمیں اور کوتاہیاں

ختم نبوت کانفرنس
لندن کی کامیابی

جدید سائنسی تحقیقات و نظریات
قرآن حکیم کی روشنی میں

فیشن کا وبال

اسوۂ حسنہ
کی پیروی ہی فلاح کی ضامن ہے

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا
مرزا غلام قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں

قادیانیت
اسلام اور نبوت محمدﷺ کے خلاف ایک بغاوت

آپ کے مسائل

فرض نماز کے بعد دعا

سوال :- ۱۔ گاؤں کا امام جو کہ پہلے فرض نماز کے بعد دعا پڑھا کرتے تھے۔ تقریباً ۵ سال سے وہ نہیں پڑھتے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ بھائی کوئی اجتماعی دعا نہیں ہے اور نہ ہی فرض نماز کے بعد دعا حدیث سے ثابت ہے۔ نیز حرمین میں بھی یہی دستور ہے۔ میں نے پوچھا کہ کراچی میں مسجدوں میں یعنی دیوبند کے مدرسوں اور مسجدوں میں فرض نماز کے بعد وہ لوگ دعا پڑھتے ہیں۔ البتہ اگر امام دعا ختم کرے تو مقتدی خاموشی سے مزید دعا بھی کرسکتا ہے۔ مگر ان کا جواب نفی تھا۔ جناب حدیث کے ذریعے بتادیں کہ نماز فرض کے بعد دعا ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ سنتوں کے بعد کی اجتماعی دعا کا کیا حکم ہے؟

جواب :- پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ "بدعت" کسے کہتے ہیں۔ "بدعت" اس عمل کا نام ہے جس کی صاحب شریعت ﷺ نے نہ قولاً تعلیم دی ہو نہ عملاً کرکے دکھایا ہو۔ نہ وہ عمل سلف صالحین کے درمیان معمول و مروج رہا ہو لیکن جس عمل کی صاحب شریعت ﷺ نے ترغیب دی ہو یا خود بھی اس پر عمل کرکے دکھایا ہو وہ "بدعت" نہیں بلکہ سنت ہے۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل امور پیش نظر رکھئے۔

۱۔ آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث میں نماز فرض کے بعد دعا کی ترغیب دی ہے اور اس کو قبولیت دعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔

۲۔ صحیح احادیث میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے اور دعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آداب دعا میں ذکر فرمایا ہے۔

۳۔ متعدد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت ﷺ کا دعا کرنا ثابت ہے۔

یہ تمام امور ایسے ہیں کہ کوئی صاحب علم جس کی احادیث طیبہ پر نظر ہو' ان سے ناواقف نہیں۔ اس لئے فقہاء امت نے فرض نمازوں کے بعد دعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے۔ امام نوویؒ شرح مہذب ص۴۸۸ ج ۳ میں لکھتے ہیں۔ الدعاء للامام والماموم والمنفرد مستحب عقب کل الصلو بلا خلاف۔ یعنی نمازوں کے بعد دعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے امام کے لئے بھی' مقتدی کے لئے بھی اور منفرد کے لئے بھی۔ علوم حدیث میں امام نوویؒ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دعا صورۃ" اجتماعی ہوگی لیکن امام اور مقتدی ایک دوسرے کے پابند نہیں بلکہ اپنی اپنی دعا کررہے ہیں۔ اس لئے امام کا پکار پکار کر دعا کرنا اور مقتدیوں کا "آمین" کہنا صحیح نہیں۔ ہر شخص کو اپنی اپنی دعا کرنی چاہئے اور سنن و نوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور پھر سب کا مل کر دعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔

خلاصہ یہ کہ امام بخاریؒ نے کتاب الدعوات میں ایک باب "الدعا بعد الصلوۃ" کا رکھا ہے اور ایک باب "رفع الیدی فی الدعاء" کا قائم کیا ہے۔ (صحیح بخاری ص۹۳۷۔۹۳۸) اور دونوں کو احادیث طیبہ سے ثابت فرمایا ہے۔ اس لئے فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کا معمول خلاف سنت نہیں' خلاف سنت وہ عمل کہلاتا ہے جو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے خود نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کی ترغیب دی ہو۔ من شاء التفصیل علی ذلک فلیراجع "حصن حصین" للامام الہمام الجزریؒ

طلاق نامہ پر زبردستی دستخط سے طلاق کا حکم

سوال :- میں نے بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کرلی۔ بچوں نے شادی کے وقت بھی ہنگامہ کھڑا کیا۔ سب بچوں نے میٹنگ کرلی اور مجھ کو بٹھا کر دباؤ ڈالا کہ اس کو طلاق دوں۔ یہاں تک کہ اپنے سر دیواروں میں مارتے تھے کہ یا تو اس کو نکالو ورنہ ہم سے علیحدہ ہوجاؤ اور ہم جان دے دیں گے۔ میں نے کوشش کی کہ کسی طرح گاڑی چل جائے اور گزارہ ہوجائے۔ مگر اس دوران بیوی کے رشتہ دار بھائی بند بھی اس جھگڑے میں کود پڑے۔ اس کے بھائیوں نے کونسلر کو درخواست دی کہ میں نے بیوی کو حبس بیجا میں رکھا ہوا ہے۔ کھانے کو نہیں دیتا ہوں۔ رات دس بجے ایک دن کونسلر کے آدمی مجھ کو بلانے آئے اور کہا کہ اگر ایسے نہیں جاؤ گے تو میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اس زمانے میں ان لوگوں کے بارے میں عجیب کہانیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ میں نے انکار کردیا اور گھر کی چھت سے ہوکر پیچھے کے راستے باہر چلا گیا۔ کونسلر کے لوگ بیوی کو گھر سے نکال کر لے گئے۔ دوسرے دن بچوں نے زور دے کر طلاق نامہ لکھوا کر منگایا اور میرے سامنے رکھا کہ دستخط کرو۔ وہ طلاق نامہ بیوی کو بھیج دیا جو بغیر وصول ہوئے واپس آگیا۔ اپنا سامان اس نے بعد میں منگالیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کے عزیز بھی دباؤ ڈال رہے ہیں کہ مصالحت کرلو میں بالکل اکیلا ہوں۔

۱۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

۲۔ دستخط دباؤ میں کئے تھے۔

۳۔ کوئی ایسی سبیل نکل سکتی ہے کہ میں بیوی کو واپس لے آؤں؟

۴۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۲۰ سال ہے۔ میرے ۲بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اور کوئی نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد اگر ترکہ تقسیم ہو تو کس حساب سے ہونا چاہئے۔ ترکہ میں مکان' زمین اور بینک میں پیسے ہیں۔

جواب :- ۱۔ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق چونکہ زبردستی طلاق نامہ پر دستخط لئے گئے اور نہ ہی زبانی الفاظ طلاق دہرائے گئے ہیں۔ اس لئے یہ طلاق شرعاً واقع نہیں ہوئی چنانچہ یہ نکاح بدستور باقی ہے۔ رجل اکرہ بالضرب والحبس ان یکتب طلاق امراتہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں طالق لاتطلق امراتہ الخ کذا فی قاضیخان ص-

۴۔ اگر زندگی میں ورثا کو ان کے حصے دینا مقصود ہوں تو بیوی کو حسب مرضی کچھ حصہ دے کر قبضہ کرادیا جائے اور باقی بیٹے اور بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کردیا جائے البتہ مرنے کے بعد کل ۴۸ حصوں میں سے چھ حصے بیوہ کے' چودہ حصے بیٹے کے اور سات سات حصے ہر بیٹی کے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

مسلمان کا قادیانی سے نکاح

سوال :- م کی منگنی پ سے ہوئی۔ م کے والدین احمدیت سے تائب ہوگئے تھے اور انہوں نے احمدیت سے توبہ کی لیکن م کا تعلق احمدیت سے لگتا ہے۔ کیا سنی العقیدہ لڑکی کا نکاح م سے ہوتا ہے یا نہیں۔ یا پھر حلفیہ بیان ختم نبوت کا لینے کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔

جواب :- اگر شبہ ہو کہ وہ قادیانی ہے تو اس سے نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ الا یہ کہ وہ اعلان کرے کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو بے ایمان' کافر و مرتد اور دجال سمجھتا ہوں۔

سوال :- کیا اہل کتاب سے نکاح جائز ہے؟

جواب :- آج کل جس طرح اہل کتاب سے نکاح کیا جاتا ہے وہ تو جائز نہیں۔ ہاں اگر واقعی اہل کتاب سے اسلامی طریقے سے نکاح کیا جائے تو جائز ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۱۶ ● جارچ ۱۰ ربیع الثانی تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۱۶ ستمبر تا ۲۲ ستمبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ———— ۳
۲۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ———— ۴
۳۔ آہ! حضرت درخواستیؒ (اداریہ) ———— ۵
۴۔ حضرت درخواستی کا سفر آخرت ———— ۸
۵۔ قافلہ سالار حضرت درخواستیؒ ———— ۹
۶۔ اسوۂ حسنہؐ کی پیروی فلاح کی ضامن ہے ———— ۱۱
۷۔ فضائل علم ———— ۱۳
۸۔ نجات کا راستہ صرف اسلام ہے ———— ۱۵
۹۔ میت سے متعلق غلط رسمیں اور کوتاہیاں ———— ۱۶
۱۰۔ فیشن کا وبال ———— ۱۸
۱۱۔ جدید سائنسی تحقیقات قرآن کی روشنی میں ———— ۱۹
۱۲۔ قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ———— ۲۰
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ———— ۲۳
۱۴۔ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک بغاوت ———— ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبد الرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا ۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۳۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۲۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۲۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر : عبد الرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۳ بزرولائن کراچی

گستاخ ہو جو آپ ؐ کا بد بخت ہے ازلی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از۔ بیدل

ختم المرسلین ختم الانبیاء صل علیٰ صل علیٰ
رتبہ یہ، میرے آقا ہی کو ملا صل علیٰ صل علیٰ

قاب قوسین او ادنیٰ قرآن نے جب کہا
عظمت تیری پہ رشک جن و انس و ملائکہ نے کیا

و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
زباں تیری سے جیسے بولے خود خدا

وما ارسلنک الا رحمت للعالمین
وسعت تیری رحمت کی ہے لا انتہا

و من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ
اطاعت تیری ہی کو اپنی عبادت کہہ دیا

گستاخ ہو جو آپؐ کا بدبخت ہے ازلی
حلاف مھین اس کو خدا نے خود کہا

فدا ہو تجھ پہ بیدل بس یہی ہے التجا
اے میرے آقاؐ اے محبوب خدا ﷺ

آہ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

علم و عرفان کا سورج غروب ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

پاکستان کے مقتدر عالم دین' بزرگ رہنما' شیخ وقت' جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم خان پور ضلع رحیم یار خان کے ایک قریبی دیہات "درخواست" میں پیدا ہوئے۔ اس علاقہ میں دین پور شریف پاک و ہند کی معروف خانقاہ ہے' شیخ وقت حضرت میاں غلام محمد مرحوم دین پوری اس خانقاہ کے بانی تھے۔ دین پور شریف کو تحریک آزادی میں دیوبند کے بعد دوسرا مقام حاصل تھا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال میں دین پور کو مرکزیت حاصل تھی۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اسی خانقاہ شریف کے چشم و چراغ تھے۔ شیخ التفسیر حضرت الامام لاہوری مولانا احمد علی مرحوم نے اسی خانقاہ سے کسب فیض حاصل کیا۔ قطب وقت حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت میاں غلام محمد صاحب مرحوم کے جانشین اور اس خانقاہ شریف کے سجادہ نشین تھے۔ حضرت درخواستی مرحوم کو سن شعور میں قدم رکھتے ہی قدرت حق کے کرم و فضل سے اس خانقاہ کا ماحول میسر آگیا۔ حضرت میاں غلام محمد دین پوری مرحوم کے زیر سایہ آپ نے تمام تر دینی تعلیم یہاں سے حاصل فرمائی۔ حضرت میاں صاحب مرحوم کی صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا۔ آپ نے تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہی سندھ و ریاست بہاولپور میں تبلیغی و تعلیمی خدمات انجام دینی شروع کیں۔ دین پور شریف کے قریب بڑا شہر خانپور ہے' جو رحیم یار خان ضلع کی تحصیل ہے۔ یہاں پر آپ نے مخزن العلوم والفیوض کے نام سے مدرسہ کا آغاز کیا۔ جوانی کا عالم تھا' قدرت حق نے آپ کو درد مند دل سے نوازا تھا۔ آپ کی شبانہ روز محنت و جگر سوزی سے مدرسہ نے دنوں میں مثالی ترقی کی۔ پوری ریاست بہاولپور میں اس مدرسہ کو مرکزیت حاصل ہو گئی۔ حضرت درخواستی مرحوم کی تبلیغی سرگرمیاں تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہی شروع ہوئیں' جو دیکھتے ہی دیکھتے عروج حاصل کر گئیں۔ آپ مخصوص حجازی لہجہ میں قرآن و حدیث کی تلاوت کرتے' لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ بلا مبالغہ گھنٹوں کھڑے ہو کر ایسی پر تاثیر تقریر فرماتے کہ لوگوں کی آہ و بکا فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتی۔ آپ اسباق کے بعد باقی وقت علاقہ میں دور دراز کا پیدل یا سائیکل پر سفر کر کے تقریروں کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ کی مقبولیت عند اللہ کا جوانی میں یہ عالم تھا کہ آپ برصغیر کے تمام اکابر علماء و مشائخ کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم' مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم ایسے نابغہ روزگار شخصیات کے معتمد خصوصی سمجھے جاتے تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ تو آپ کے اتنے قدر دان تھے کہ اسٹیج اور نجی محفلوں میں حضرت درخواستی کی بہت تعریف فرماتے' ان کے علمی مقام سے لوگوں کو باخبر کرتے اور حضرت مرحوم کی طرف لوگوں کو کسب فیض کے لئے متوجہ فرماتے تھے۔ جوانی میں ہی قدرت نے آپ کو یہ مقام نصیب فرمایا تھا کہ شیخ التفسیر حضرت الامام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ متفقہ طور پر جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر منتخب ہوئے اور وفات حسرت آیات تک (نصف صدی سے بھی اوپر کے زمانہ میں) آپ جمعیت علماء اسلام پاکستان ایسی دینی و سیاسی جماعت کے امیر رہے۔ حضرت مولانا پیر خورشید احمد خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا حبیب اللہ گمانوی مرحوم' حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی مرحوم' حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مولانا محمد ابراہیم مرحوم میاں چنوں والے ایسے اکابر و بزرگان دین کا آپ کو استاد ہونا حاصل تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود مفکر اسلام' حضرت مولانا غلام غوث

ہزاروی مرحوم ایسے ہزاروں علماء کرام نے آپ کی قیادت باسعادت میں جمعیت علماء اسلام کے اسٹیج پر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو تاریخ کا ایک سنہری اور انمٹ حصہ ہیں۔ ناظم الدین کے زمانہ میں قادیانیت کے فتنہ کے خلاف' ایوب خان کے زمانے میں ڈاکٹر فضل الرحمن اور منکرین حدیث کے فتنہ کے خلاف' اسلام کی سربلندی کی تمام تر جنگ علمائے حق نے آپ کی قیادت میں لڑی۔ اسلامی نظام کے لئے جمعیت علماء اسلام کی تمام تر مساعی آپ کی توجہات عالیہ کی مرہون منت تھیں۔ مشرقی و مغربی پاکستان کا شاید و باید کوئی قصبہ ہو جہاں کا آپ نے تبلیغی سفر نہ فرمایا ہو۔ جگہ جگہ مدارس و مساجد کا قیام آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ جہاں آپ تشریف لے جاتے وہاں پر مدرسہ بن جاتا۔ پاکستان کی کوئی دینی جماعت' کوئی دینی ادارہ ایسا نہیں جس کے لئے حضرت درخواستی مرحوم نے اپنا خون جگر پیش نہ کیا ہو۔ پاکستان میں دینی مدرسوں کا جال پھیلانے کے لئے قدرت نے آپ سے تجدیدی کام لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ نے پورے ملک میں کام کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت امیر شریعت" مولانا ابوالحسنات" مولانا محمد علی جالندھری" مولانا قاضی احسان شجاع آبادی" اور دوسرے اکابر کی گرفتاری کے بعد آپ نے تحریک کے الاؤ کو جلا بخشی۔

آپ نے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی فرمائی۔ تغلق روڈ ملتان کے دفتر کا آپ نے سنگ بنیاد رکھا۔ پورے ملک میں ختم نبوت کی کوئی ایسی کانفرنس نہ ہوتی تھی' جس میں آپ شریک نہ ہوتے ہوں۔ ایک دفعہ بہاولپور عیدگاہ میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ سردی کا موسم تھا۔ مگر اس کے باوجود ہزارہا کی حاضری تھی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کی دعوت پر آپ آخری اجلاس میں تشریف لائے۔ مولانا محمد علی جالندھری نے کانفرنس کے کارکنوں کو سمجھا دیا کہ عشاء کے بعد میری پہلی تقریر ہوگی۔ حضرت درخواستی کو گیارہ بجے اسٹیج پر آپ لے آئیں تاکہ ان کا آخری بیان ہو سکے۔ کارکنوں نے حضرت درخواستی کو وقت نہ بتایا۔ آپ نے سمجھا ہو گا کہ آج صرف میری تقریر ہے۔ کانفرنس میں مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کی تقریر کی ابتداء میں آپ اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ کے آنے پر ہمیشہ ہر جلسہ کی طرح اجتماع زیارت کے لئے اٹد پڑا۔ مولانا جالندھری مرحوم کو تقریر روکنا پڑی۔ آپ اسٹیج پر تشریف لائے۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے فرمایا کہ حضرت آپ کی تقریر گیارہ بجے ہوگی۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے' مجھے بہت ضروری باتیں رد قادیانیت پر کہنی ہیں' آپ چاہیں تو تشریف رکھیں' چاہیں تو گیارہ بجے تک آرام فرمائیں۔ حضرت درخواستی اتنے بڑے آدمی تھے' مجال ہے کہ کوئی طبیعت میں تکدر آیا ہو۔ فرمایا ہاں آپ تقریر کریں' میں آپ کی تقریر سنوں گا۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کی تقریر لمبی ہو گئی۔ گھنٹوں آپ اسٹیج پر بیٹھے رہے اور پھر آخری خطاب فرمایا۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ہوں گے کہ آپ نے جاں گسل محنت فرما کر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھری مرحوم نے مولانا عبدالرؤف جتوئی مرحوم کو حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کا پیغام دے کر خانپور بھیجا۔ پیغام سنتے ہی بیماری کے باوجود لاہور کے لئے عازم سفر ہو گئے اور پھر حضرت بنوری مرحوم کے دست و بازو بن کر تحریک کے لئے پورے ملک میں سرگرم عمل ہو گئے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ کو بھٹو حکومت نے گرفتار کیا۔ غرضیکہ دینی مدارس سے لے کر دینی تحریکات تک' آپ کی ذات گرامی سے ہمیشہ قدرت باری تعالیٰ نے قائدانہ شان کے ساتھ کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔

آپ کے ہزارہا شاگرد علماء کرام ہیں جو اس وقت بھی پاکستان' بنگلہ دیش' حجاز مقدس میں خدمت دین کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنے مدرسہ میں رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر کا اہتمام فرماتے تھے۔ ایک زمانہ تھا' آپ کا دورۂ تفسیر القرآن پورے ملک میں اپنی مثال آپ تھا۔ یہ مبالغہ نہ ہو گا کہ پون صدی تک حضرت درخواستی مرحوم بلاشرکت غیرے علماء حق کے قافلہ کے سرخیل رہے۔ جہاں آپ کے قدم پڑے وہاں پر ہی اللہ رب العزت کی رحمت سے دین کے کام کو وہ ترقی ہوئی کہ سبحان اللہ۔

حضرت درخواستی کو قدرت نے بلا کا حافظہ دیا تھا۔ آپ حدیث شریف کے حافظ کے طور پر پورے ملک میں جانے و پہچانے جاتے تھے۔ محنت و ایثار کا مجسمہ تھے۔ جب بھی ملک میں تبلیغی سفر پر نکلتے' ایک ایک دن میں کئی کئی جلسوں سے خطاب فرماتے تھے۔ اس میں دن و رات' گرمی و سردی' صبح و شام' سفر و حضر' شہر و دیہات کی پابندی نہ ہوتی تھی۔ بڑے بڑے جفاکش و ایثار پیشہ علماء کرام تھک جاتے تھے مگر آپ کو قدرت نے ایسی مٹی سے بنایا تھا کہ جس میں تھکاوٹ و آرام کا نام تک نہ تھا۔ ایک وقت تھا کہ ہر جلسہ میں آپ بنیادی خطیب ہوتے تھے۔ قدرت نے آپ کو یہ مقام محبوبیت بخشا تھا کہ آپ کے سامنے کسی بھی خطیب کا چراغ نہ جلتا تھا۔ سادہ عام فہم تقریر فرماتے' مگر اس میں اتنا اثر ہوتا تھا کہ گھنٹوں خود بھی روتے تھے' لوگوں کو بھی رلاتے تھے۔ آپ جہاں جاتے بغیر اشتہار و اعلان کے ہزاروں کا اجتماع ایک عام سی بات سمجھی جاتی تھی۔ خیر القرون کے زمانہ کی روایات کے امین و حافظ تھے۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مجموعہ بنا دیا تھا اور آپ کی تمام تر خوبیاں حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے وقف تھیں۔

حضرت مفتی محمود مرحوم و مغفور کے بعد جمعیت علماء اسلام پاکستان انحطاط کا شکار ہو گئی۔ مفتی محمود مفکر اسلام آپ کے دست و بازو تھے۔ ان کی وفات کا صدمہ' بڑھاپا' جمعیت علماء اسلام جس کے لئے آپ نے اپنی جوانی لٹا دی تھی' اس میں بعض ناگفتہ بہ حالات پیدا ہو گئے' ضیاء الحق کے زمانہ میں بعض مدارس نے سرکاری گرانٹ زکوٰۃ کے نام پر لینا شروع کر دی۔ اس کے بد اثرات نے جمعیت علماء اسلام پاکستان کی پرشکوہ عمارت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ یہ صدمات حضرت شیخ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سوہان روح بن گئے۔ بڑھاپا' قابل اعتماد رفقاء کی رحلت' جمعیت کا اختلاف یہ صدمات حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مستقل روگ بن گئے۔ جن حضرات کے ساتھ آپ نے کام کیا تھا اور اب جن سے پالا پڑا ان میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مشرق و مغرب کا فرق تھا۔ سفید و سیاہ کا

فرق تھا۔ دن و رات کا فرق تھا۔ ثواب و گناہ کا فرق تھا۔ آپ کی حساس طبیعت نے ان حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ کنارہ کش ہو گئے۔ بیماریوں نے آپ کو گھیر لیا۔ سرگرمیاں محدود ہو گئیں۔ مگر بعض "شعلے غلط کار" لوگوں نے آپ کے نام کو غلط طور پر اس اختلاف میں بھی اپنے اغراض کے لئے استعمال کیا۔ اس سے آپ کی ذات کو متنازعہ بنا دیا گیا۔ نادان لوگوں کی نادانی نے حضرت درخواستی مرحوم کی زندگی کے ان برسوں کو حضرت کے لئے کرب ناک بنا دیا۔ آپ کی طبیعت ایسی بگڑی کہ سنبھلے نہ سنبھل سکی۔ ورثاء و شاگرد' ڈاکٹروں سے بیماریوں کا علاج کراتے رہے 'مگر آپ کے دل کا کانٹا کوئی نہ نکال سکا۔ یا حسرتا اتنا عظیم شخص ماحول سے' رفقاء سے' شاگردوں سے ایسا روٹھا کہ آپ کو منانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔ آپ کس قافلہ کے شخص تھے اور اب کن لوگوں سے واسطہ پڑ گیا تھا۔ آپ کی زندگی میں جمعیت کو متحد کرنے کی ایک کوشش بھی ہوئی' بظاہر اتحاد ہو بھی گیا مگر..... ایسے لوگوں کو یہ گھڑی قیامت معلوم ہوئی' وہ اپنی قیادت کے حصار سے باہر نکلنے کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس کوشش پر انہوں نے اپنا ہاتھ دکھایا' پھر وہی تھوکا فضیحتی اس سے آپ کی طبیعت مزید نڈھال ہو گئی' اس انتشار کے بعد آپ نے عام اجتماعات میں جانا چھوڑ دیا' بلکہ یوں کہئے کہ آپ کا دل بھر گیا' نہیں بلکہ یوں تعبیر زیادہ مناسب ہوگی کہ آپ کا دل بجھ گیا۔ بعض مخلص نیاز مند کبھی کبھار اصرار کر کے بخاری شریف کے ختم کے موقع پر لے جاتے' آپ بیان بھی فرماتے مگر آپ کا دل ماحول سے اتنا زیادہ دکھی تھا کہ طبیعت میں انشراح نہ ہوتا' آنسو بہاتے۔ صبر ایوب علیہ السلام کے وارث تیری عظمت کو سلام' مجال ہے کہ کبھی اپنے دل کے زخم کا کسی کے سامنے اظہار کیا ہو۔ مگر بایں ہمہ آپ کے بے اختیار آنسو آپ کے درد دل کی چغلی ضرور کھاتے تھے۔ ملتان قاسم العلوم کے جلسہ ختم بخاری میں تشریف لائے' دوسرے دن صبح مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر کی دعوت پر ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نئے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ میں تشریف لائے۔ بیماری و کمزوری کے باوجود حضرت امیر شریعت' حضرت مولانا محمد علی جالندھری' حضرت مولانا قاضی احسان شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد حیات' حضرت مولانا لال حسین اختر' حضرت مولانا تاج محمود' حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری' حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی' حضرت مولانا محمد شریف جالندھری' کا کچھ ایسے انداز سے تذکرہ کیا کہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید آپ کو دل کی تکلیف نہ ہو جائے۔ ان کا تذکرہ کرتے کرتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کے تذکرہ پر تو بہت ہی زیادہ طبیعت بے قابو ہو گئی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی بہت زیادہ تعریف فرمائی۔ دعائیں دیں۔ گھنٹہ بھر یہ روحانی و وجدانی کیفیت کی حامل مجلس جاری رہی۔ آپ نے ایک موقع پر اپنے صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن درخواستی کے ذریعے اپنے درد دل کے علاج (علماء کے اتحاد کے لئے) حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو خانپور بلوایا بھی' دونوں بزرگ گھنٹوں سوچ و بچار کرتے رہے۔ مگر مشکلات پر قابو پانے کی کوئی راہ نہ نکل سکی۔

اس کے بعد ایک دفعہ آپ انتہائی علالت کے باوجود رحیم یار خان کی ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لائے۔ اپنے شاگرد مبلغین کی سرپرستی فرمائی۔ مجلس کے کام کی تعریف کی۔ حضرت اقدس خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے لئے ڈھیروں دعائیں دیں۔ رمضان المبارک میں علاج کی غرض سے آپ کو بہاولپور لایا گیا۔ فقیر عیادت کے لئے بہاولپور جماعت کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں حاضر ہوا۔ آپ کو دیکھا دل دھک دھک کرنے لگا۔ عظمت رفتہ کی نشانی' یادگار اسلاف' حافظ القرآن والحدیث کی نقاہت و کمزوری پر دل سے ہوک سی اٹھی کہ اے کاش رفقاء اکٹھے ہو جائیں تو حضرت کے درد دل کا علاج ہو جائے (ان کی وفات کے بعد بھی اگر یہ حضرات متحد ہو جائیں تو قبر مبارک میں ان کی تسکین روح کا مزید سامان ہو جائے)' آپ کو ملتان لایا گیا۔ چند دن ملتان زیر علاج رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری پابندی سے روزانہ حاضری دیتے رہے' وہاں سے آپ کو کراچی لایا گیا۔ آپریشن بھی ہوا۔ غالباً یہ آپ کا آخری سفر تھا۔ گھر خانپور تشریف لائے طبیعت گرتی گئی۔

قارئین کرام! خدا گواہ ہے کہ فقیر راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خدمت حدیث کے باعث آخر وقت تک قدرت نے آپ کو حافظہ کی نعمت کا پورا پورا حصہ دیا تھا۔ بولنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ مگر طبیعت پر جبر کر کے جب بولتے تو علم و فضل' حکمت و دانش کے موتی ایسے لٹاتے کہ مجال ہے کہ حافظہ پر بیماری نے کچھ بھی اثر کیا ہو۔ خدمت حدیث کی زندہ کرامت کا یہ نظارہ میں نے اپنی گناہ گار آنکھوں سے دیکھا ہے۔

نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے انگلینڈ جانا ہوا۔ واپسی پر حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم امیر مرکزیہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا حافظ محمد عابد صاحب کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں عمرہ کے بعد قیام تھا۔ صاحبزادہ محمد عابد صاحب نے ملتان دفتر ختم نبوت فون کیا۔ جواں سال صاحبزادہ حضرت حافظ قاری محمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ جالندھری نے فون پر یہ افسوسناک اطلاع دی کہ حضرت درخواستی کا وصال ہو گیا ہے اور یہ کہ کل آٹھ بجے ان کا جنازہ ہوگا۔ ظہر کی نماز کے بعد حرم مکہ مکرمہ میں حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے حاضرین سمیت چشم پرنم سے دعا کرائی۔

۲۸ اگست ۱۹۹۴ء کو صبح چھ بجے وصال ہوا۔ ۲۹ اگست کو آٹھ بجے جنازہ ہوا۔ دین پور شریف میں مدفون ہوئے۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان' دینی جماعتیں' مدارس و ادارے' علماء دیوبند کا ہر شخص اپنے مربی و محسن سے محروم ہو گیا۔ حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہ نے اخباری اطلاع کے مطابق ایک سو پانچ سال کی عمر پائی۔ آپ کی وفات علم و فضل کی وفات ہے۔ آپ کے ورثاء' شاگرد' جمعیت علماء اسلام پاکستان کی قیادت ہر شخص تعزیت کا مستحق ہے۔

حضرت اقدس میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم' مسلم لیگ سے اتنے دل برداشتہ تھے' اور حضرت درخواستی لیگ اور پی پی دونوں سے۔ اتنی سی بات کو میرے ایسے کوتاہ قامت لوگوں نے اتنے پر لگائے کہ دونوں بزرگوں میں بُعد پیدا ہو گیا مگر حضرت درخواستی کی عظمت کو سلام کہ آپ اپنی بیماری کے آخری

دنوں میں اپنی بیمار و کمزور جان کو خان پور سے دین پور شریف لے گئے۔ دین پور کے سجادہ نشین میاں سراج احمد نے اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ دونوں بزرگوں کی رنجش دور ہوئی۔ دونوں بزرگوں پر گریہ کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ہر شخص چشم پرنم ہوگیا۔ حضرت درخواستی دین پور شریف کے ایک ایک دروازہ پر گئے۔ کہا سنا معاف کرایا۔ قبرستان میں حضرت میاں غلام محمد دین پوریؒ حضرت میاں عبدالہادی پوریؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ مناظر اسلام اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ امام انقلاب کے مزارات پر حاضری دی۔ حضرت درخواستی کے اس اقدام اور حضرت میاں سراج احمد دین پوری کی اکابر شناسی کے باعث خانپور و دین پور کا بعد دور ہوا۔ ایسا دور ہوا کہ آج حضرت درخواستی مرحوم نے وفات کے بعد اپنے جنازہ کو رفقاء کے کندھوں پر لے جا کر دین پور شریف گئے۔ ایسے گئے کہ ہمیشہ کے لئے دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں اپنے اکابر کے قدموں پر اپنے دل کا علاج تلاش کرلیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے میٹھی اور سکھ کی نیند فرما رہے ہیں۔

اللہ وسایا' ملتان تلمیذ حضرت

"لوگو! ہم یتیم ہو گئے"

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت

حضرت درخواستیؒ ہمیں تنہا چھوڑ کر اس منزل کی طرف عازم سفر ہوگئے

رپورٹ :۔ نمائندہ خصوصی۔ ۲۸؍ اگست ۱۹۹۴ء کی صبح فون کی گھنٹی بجی۔ مدرسہ کے مدرس صاحبزادہ قاری محمد سالک رحیمی صاحب نے فون سنا جو مدرسہ انوار القرآن کی طرف سے تھا۔ فون کرنے والے صاحب نے المناک خبر سنائی کہ جمعیت علماء اسلام کے امیر مرکزیہ شیخ وقت ولی کامل حضرت مولانا عبداللہ درخواستی آج صبح چھ بجے ذکر الٰہی کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس افسوسناک خبر کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے دفتر ختم نبوت تشریف لا کر مولانا مفتی جمیل خان' مولانا محمد علی صدیقی اور اپنے صاحبزادے حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی کو حضرت درخواستی کے جنازہ میں شرکت کرنے کا حکم فرمایا۔ قافلہ سپر ایکسپریس سے سوا پانچ بجے خان پور روانہ ہوا۔ ۲۹؍ اگست کی صبح پانچ بجے خان پور اسٹیشن پر اترا۔ اترتے ہی ریلوے اسٹیشن کی مسجد سے آواز گونجی "حضرات ایک ضروری اعلان سنئے" اور اعلان حضرت کے انتقال اور نماز جنازہ کے وقت کا تھا۔ گو تمام حضرات حضرتؒ کے انتقال کی خبر سن کر خان پور پہنچے تھے لیکن جیسے ہی اعلان کی آواز کانوں میں پڑی تو تمام سننے والوں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں جو کیفیت انتقال کی اطلاع سننے کے بعد ہوئی تھی ایک بار پھر لوٹ آئی۔ تمام لوگ اپنے محبوب امیرو استاد کا آخری دیدار کرنے کے لئے مدرسہ مخزن العلوم کی طرف رواں دواں تھے۔ جب مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد وہاں پہنچا تو مدرسہ مخزن العلوم اور مسجد میں اپنے محبوب استاد امیرو مرشد کی آخری زیارت کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف لمبی لائن لگی ہوئی تھی اور حضرت کا آخری دیدار کررہے تھے جو بھی آدمی دیدار کرکے نکل رہا تھا ایک ہی جملہ اس کی زبان پر جاری تھا کہ آج علم و عرفان کا سورج غروب ہوگیا اور پاکستان کے علاوہ بلکہ پوری دنیا کے علماء بے آسرا ہوگئے۔ ہر کوئی حضرت کا آخری دیدار کررہا تھا اور حضرت درخواستی بڑی میٹھی نیند ان دنیا کی تمام حرکات اور سکنات سے بے خبر سوئے ہوئے تھے' یوں محسوس ہورہا تھا جیسے اپنے دیدار کرنے والوں کو کہہ رہے ہوں کہ لوگو دنیا اور آخرت کی کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین میں رکھی ہے اور یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر نجات چاہتے ہو تو اس ملک میں...... جس کو اسلام کے نام پر حاصل کیا اور اس میں آج تک آنے والے حکمرانوں نے اسلام کا نفاذ نہیں کیا بلکہ دھوکے پر دھوکا دیتے چلے آرہے ہیں۔ نام اسلام کا لیتے ہیں' کہلاتے مسلمان ہیں لیکن ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ اور ڈاکٹر عبدالسلام جیسے غدار اسلام اور غدار وطن سائنس دان کو مسلمان مانتے ہیں۔ نام اسلام کا لیتے ہیں اور فوج و سول کے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی بٹھائے ہوئے ہیں...... میں نفاذ اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور کوشش کرو گے تو کامیابی ہوگی' ورنہ دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی رسوائی ہوگی۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پورے پاکستان سے علماء کرام مذہبی اور سیاسی راہنما جن میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن بن مولانا مفتی محمود' قائد وقت حضرت مولانا سمیع الحق' حافظ حسین احمد سینیٹر' سپاہ صحابہ پاکستان کے راہنما مولانا محمد اعظم طارق ایم این اے' بزرگ حضرات میں سے حضرت مولانا سراج احمد دین پوری' سید نفیس شاہ صاحب' مولانا مسعود دین پوری اور دیگر بزرگ حضرات دیگر علماء کرام مولانا محمد اجمل خان' مولانا میاں اجمل قادری' یادگار اسلاف قاری محمد امین صاحب ممبر شوریٰ مجلس تحفظ ختم نبوت' قاری محمد اخلاق مدنی لیکچرار فیصل مسجد اسلام آباد مولانا محمود الحسن توحیدی فیصل آباد' مولانا حسین علی توحیدی' مولانا عبدالغفار غفاری' قاری محمد فاروق' مولانا محمد عبداللہ بھکر' مولانا صفی اللہ' حافظ ممتاز علی' مولانا محمد صدیق' مولانا عبدالہادی' مولانا مفتی حفیظ اللہ بھکر' مولانا قاری خلیل الرحمن بمعہ احباب سکھر مولانا امجد خان' مولانا قاری نذیر صاحب شاہ کوٹ سے مولانا عبداللطیف فاروق آباد سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی مولانا عبدالغفور حقانی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مفتی جمیل خان' مولانا محمد علی صدیقی' حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی کراچی مولانا محمد بشیر احمد' مولانا حافظ احمد بخش' مولانا اسحاق ساقی' مولانا امام الدین وٹو' مولانا عبدالرزاق' مولانا مفتی محمد نعیم' مولانا غلام رسول' مولانا فیض اللہ آزاد' مولانا سیف اللہ ربانی' مولانا عزیز الرحمن بن مولانا مفتی احمد الرحمانؒ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے مریدین' شاگردان اور جمعیت علماء اسلام کے قائدین اور کارکنان شامل تھے۔ پونے آٹھ بجے مدرسہ مخزن العلوم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ حضرت کے جسد اطہر پر جمعیت علماء اسلام کا پرچم تھا جس کو حضرت درخواستیؒ پرچم نبوی احادیث سے ثابت کیا کرتے تھے اور چارپائی کے دائیں طرف جمعیت علماء اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا۔ جب حضرت درخواستی کی چارپائی اٹھائی گئی تو جس پر لمبے لمبے بانس باندھے ہوئے تو شرکاء کی چیخیں نکل گئیں۔ ہر ایک دیوانہ وار حضرتؒ کی چارپائی کو کندھا دینے کے لئے بے چین تھا اور جنازہ گورنمنٹ ہائی

اسکول کے گرائونڈ کی طرف رواں دواں تھا۔ تقریباً دو کلو میٹر کا سفر طے کرنے کے بعد جنازہ گورنمنٹ ہائی اسکول کے گرائونڈ میں پہنچا تو اسکول کے میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ تاحد نظر غمزدہ لوگوں کے سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ پورا خان پور شہر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے انتقال کے افسوس میں بغیر کسی تحریک اور اعلان کے بند تھا اور جب تک آپ کی تدفین نہیں ہوئی شہر بند رہا۔ لاؤڈ اسپیکر پر آواز بلند ہوئی صفیں درست کرلیں اور ایک اعلان سنیں۔ مائیک پر اعلان ہوا کہ حضرت درخواستیؒ کے جانشین مولانا فداء الرحمٰن درخواستی ہوں گے اور مدرسہ کے مہتمم مولانا فضل الرحمٰن درخواستی ہوں گے۔ دونوں حضرت کے صاحبزادے ہیں۔ حضرتؒ کے آٹھ صاحبزادے ہیں۔ ماشاء اللہ دین کی خدمت میں مصروف ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان ہوا کہ حضرتؒ کی نماز جنازہ خود مولانا فضل الرحمٰن درخواستی پڑھائیں گے۔ اس کے بعد مولانا محمد اجمل خان قائم مقام امیر کی تقریر کا اعلان ہوا۔ مولانا اجمل خان بمشکل یہ کہہ پائے تھے کہ لوگو ہم یتیم ہوگئے۔ ہائی اسکول کا میدان ایک بار پھر سسکیوں سے گونج اٹھا اور اکثر شرکاء جو اپنے آپ کو ضبط کئے ہوئے تھے ان کے بندھن ٹوٹ گئے۔ مولانا محمد اجمل خان نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان سے پہلے مولانا فضل الرحمٰن جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام، مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر مقررین نے حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا اور حضرت کی موت کو اپنے لئے ہی نہیں پوری امت کے لئے ایک الم ناک واقعہ قرار دیا۔ سوا آٹھ اور ساڑھے آٹھ بجے کے درمیان مولانا فضل الرحمٰن درخواستی کی امامت میں حضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پہلی صف میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سراج احمد دین پوری، مولانا مسعود دین پوری، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا ضیاء القاسمی، وفاقی وزیر امور کشمیر جناب افضل خان اور دیگر راہنما شامل تھے۔ ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا گیا کہ حضرت درخواستیؒ کو بستی دین پور میں دفن کیا جائے گا۔ وہاں حضرت کی دوبارہ نماز جنازہ ہوگی اور وہاں نماز جنازہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی پڑھائیں گے۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی عمرے کے سفر پر تھے، ان کو وہاں اطلاع دی گئی، کافی دیر دین پور میں انتظار کیا گیا لیکن جہاز لیٹ ہونے کے سبب مولانا اپنے والد مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرسکے۔ یاد رہے کہ بستی دین پور علماء دیوبند کا مرکز ہے۔ یہاں پر حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا غلام محمدؒ، مولانا عبدالہادیؒ کی خانقاہ ہے اور اس بستی کو تمام دینی تحریکات میں خواہ تحریک ریشمی رومال، خواہ وہ ختم نبوت کی تحریک ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء ہو یا تحریک نظام مصطفیٰؐ اس بستی دین پور نے اہم کردار ادا کیا۔ خان پور سے حضرت کی نماز جنازہ پڑھ کر دین پور کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت کے مریدین کارکن جنازہ کے ساتھ پیدل تقریباً پانچ کلو میٹر کا سفر طے کرکے دین پور بستی کے تمام گھر غمزدہ مہمانوں کے لئے مہمان خانہ بن گئے۔ خصوصاً حضرت مولانا سراج احمد دین پوری اور حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری کا گھر۔ حضرت درخواستیؒ کو دین پور میں حضرت مولانا غلام محمدؒ مولانا عبدالہادیؒ کے قدموں میں سپرد خاک کردیا گیا۔ اس قبرستان میں جہاں حضرت مولانا غلام محمدؒ مولانا عبدالہادیؒ آرام فرما رہے ہیں، وہاں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر چہارم حضرت مولانا لال حسین اخترؒ مولانا عبدالشکور دین پوری اور دیگر جید علماء کرام آرام فرما رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام واقعات حضرت کا آخری دیدار، حضرت جنازہ کے ساتھ سفر، ہائی اسکول کے میدان تک پھر نماز جنازہ میں شرکت اور پھر دین پور تک سفر اور دین پور کے عظیم قبرستان میں اپنے ہاتھوں سے حضرت کی قبر میں مٹی دینا اپنی نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود بھی دل نہیں مان رہا کہ حضرت درخواستیؒ ہمیں تنہا چھوڑ کر اس منزل کی طرف عازم سفر ہوگئے جہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں آیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہمیں بزرگوں کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور جمعیت علماء اسلام جو ملک میں نفاذ اسلام کے لئے کوشاں ہے ان کو ہمت اور اتحاد نصیب فرمائیں (آمین)۔ ●●

قافلہ سالار

تحریر۔ مولانا مفتی محمد جمیل خان

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت درخواستیؒ کی موت پوری انسانیت اور عالم کی موت ہے

قافلہ حریت اور سلسلہ ولی اللہی کے سرخیل، جمعیت علماء اسلام کے امیر، استاذ الاساتذہ، حافظ الحدیث والقرآن جامعہ مخزن العلوم کے رئیس، تحریک تحفظ ختم نبوت کے سالار، تحریک نظام مصطفیٰ کے قائد، جہاد آزادی کے نامور مجاہد، عظیم مفسر قرآن، علماء حق دیوبند کے مقتداء، حضرت الامیر مولانا عبداللہ درخواستی بھی آخرکار اس دنیائے فانی سے ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۸ اگست صبح چھ بجے کے قریب دار بقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس دنیا میں جو بھی آتا ہے اس نے ایک دن یہاں سے ضرور جانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہے اور ایسا اٹل قانون ہے جس سے کوئی راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا اور نہ کوئی علاج انسان کو حیات جاودانی عطا کرسکتا ہے۔ بس جانے جانے کا فرق ہے، کسی کے جانے سے آسمان و زمین غمزدہ ہوجاتے ہیں، تاریخ اپنے ابواب بند کرلیتی ہے، انقلاب رک جاتے ہیں، اتحاد پارہ پارہ ہوجاتے ہیں، دنیا اپنے آپ کو بے آسرا اور بے سہارا محسوس کرنے لگتی ہے، ہر شخص ان کی موت کو اپنا غم تصور کرتا ہے، ہر طرف اس کا اندھیرا چھا جاتا ہے، ایسی شخصیت کی وفات کو "موت العالم" یعنی دنیا کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد موت انسانیت کے دروازے پر پہنچ جاتی ہے۔ گویا یہ ایک شخص یا ایک فرد کی موت نہیں بلکہ انسانیت کی موت قرار پاتی ہے۔

ہمارے مخدوم مکرم حضرت الامیر مولانا عبداللہ درخواستی کی موت اور اس دنیا سے تشریف بری بھی اسی انسانیت اور عالم کی موت ہے اور آپ کی وفات سے علماء حق کی عظمت کا ایک عظیم باب اور علماء دیوبند کے مشن کا ایک بڑا راستہ بند ہوگیا۔ حضرت درخواستی کی زندگی کا اگر ہم جائزہ لیتے ہیں تو پیدائش سے لے کر فرشتہ اجل کے آنے تک اسلام کے لئے جدوجہد اور دین کے لئے قربانی سے مزین نظر آتی ہے اور اسی زندگی کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بشارت عطا فرمائی ہے۔

"یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں، بے شک اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"

ایسے ہی افراد اور شخصیات کو اسلاف سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر ملت کامیابی اور ترقی کے قدم چومتی ہے اور جن پر قوموں کی تاریخ ہمیشہ نازاں و فرحاں رہتی ہے۔

امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی ۱۳۲۴ھ محرم الحرام کے ماہ بروز جمعہ خان پور کے ایک گاؤں "درخواست" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ بعد ازاں دیوبند شریف میں۔ تحریک آزادی کے [illegible]

اور دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت میں مشغول ہو گئے۔ اطراف میں جو مشہور اساتذہ تھے۔ ان سے بھی تلمذ حاصل کیا۔ آپ نے درس نظامی میں درس حدیث کے دوران ایک خصوصیت یہ پیدا کی کہ بخاری شریف کو بھی قرآن مجید کی طرح ازبر یاد کیا۔ جس کی بناء پر اساتذہ کرام نے آپ کو حافظ الحدیث کا لقب عطا کیا اور آپ کا یہ لقب بہت مشہور ہوا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ دستور کے مطابق اپنے اساتذہ کرام کی نگرانی میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ درس و تدریس کے ساتھ آپ نے مسلمانوں کو انگریزی حکومت کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے جدوجہد آزادی میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ تحریک ریشمی رومال جو حضرت شیخ الہند کی قیادت میں علماء برصغیر نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے طرز پر تحریک آزادی کا آغاز کیا تو دین پور شریف اس کا اہم مرکز تھا۔ حضرت درخواستی صاحب نے اپنے شیخ حضرت مولانا غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت شیخ الہند کی اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔ بعض دفعہ خفیہ اور اہم ذمہ داری کے لئے مولانا غلام محمد صاحب آپ کا انتخاب فرماتے۔ اس تحریک میں بارہا آپ کو جان کا خطرہ بھی ہوا لیکن آپ نے تمام تر قربانیاں دینا اپنا مذہبی فریضہ تصور کیا۔

مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گرانقدر کام کیا۔ حضرت شیخ الہند کی تحریک کے بعد آپ کا رجحان جمعیت علماء ہند کی طرف رہا اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی قیادت میں آپ نے جدوجہد آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ بارہا اس سلسلے میں آپ نے گرفتاری بھی پیش کی۔ قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہوا۔ خصوصاً جمعیت علماء ہند سے وابستہ حضرات پاکستان میں ایک حیثیت سے لاوارث اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ ادھر مسلم لیگ کے بعض رہنماؤں اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور کانگریس اور بھارت نواز کے نشروں نے ان کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ اکثر گوشہ نشینی اور بعض دلبرداشتہ ہو کر ملک چھوڑنے کی باتیں کرنے لگے۔ اس وقت حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری و حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری کی قیادت میں مولانا درخواستی نے جمعیت علماء اسلام کو ازسرنو منظم کیا اور اس سلسلے میں حضرت لاہوریؒ کی ہدایت پر مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے دورے کئے۔ علماء کرام اور رضاکاروں کو جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جمعیت علماء اسلام کی تنظیم نو میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبداللہ درخواستی کی کوششیں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرتبہ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں مولانا درخواستی صاحب نے بعض وجوہات کی بناء پر جمعیت سے استعفیٰ دینا چاہا تو مفتی محمود صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ جماعت چھوڑ دیں گے تو ہم آپ سے پہلے چھوڑ دیں گے' میں صرف اسی جماعت کا سیکریٹری جنرل ہوں گا جس کے درخواستی صاحب امیر ہوں گے۔ جمعیت علماء اسلام نے حضرت لاہوری کی قیادت میں قیام پاکستان کے بعد جب اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کی تو حضرت درخواستی اس دستہ کے اولین مجاہدین میں سے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کی ہدایت پر پاکستان کے مختلف علاقوں میں آپ حضرت لاہوری کی نمائندگی کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

۱۹۶۲ء میں جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کو تمام علماء کرام نے حضرت لاہوریؒ کے جانشین کے طور پر جمعیت علماء اسلام کا متفقہ امیر بنایا۔ حضرت درخواستی صاحب نے امیر بنتے ہی مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے دورے کئے۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی معیت میں جمعیت علماء اسلام کو بھرپور انداز میں اس طرح منظم کیا کہ جب ایوب خان کی اسلام دشمنی اور آمریت کے خلاف جمعیت علماء اسلام نے جدوجہد شروع کی تو پورے پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کے کارکن سراپا احتجاج بن گئے۔ نظام شریعت کانفرنس لاہور میں لاکھوں افراد نے شرکت کی' بعد ازاں بہت بڑا جلوس بھی نکالا گیا۔ پولیس نے اندھا دھند لاٹھی چارج کیا۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب شدید زخمی ہوئے اور پھر یہی تحریک ایوب آمریت کا خاتمہ ثابت ہوئی۔ نظام شریعت کانفرنس میں مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کی تقریر تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔

یحییٰ خان دور میں جب ۱۹۷۰ء کے انتخابات ہوئے تو جمعیت علماء اسلام نے حضرت درخواستیؒ کی قیادت میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں اکثر نشستوں پر بھرپور حصہ لیا۔ سات سیٹوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور ووٹوں کے تناسب کے اعتبار سے جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان میں دوسرے نمبر پر رہی۔ مولانا مفتی محمودؒ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ بھٹو دور حکومت میں جب اسلامی جمہوری اتحاد قائم ہوا تو جمعیت علماء اسلام اس میں سب سے بڑی جماعت کی حیثیت سے شریک تھی اور مولانا مفتی محمود اس اتحاد کے سربراہ تھے۔ جمعیت علماء اسلام کی بھرپور تحریک سے یہ تحریک نظام مصطفیٰؐ بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ جنرل ضیاء مرحوم نے جب اسلام کے سلسلہ میں پس و پیش سے کام لیا تو مولانا عبداللہ درخواستیؒ نے واضح اعلان کیا کہ اگر ضیاء الحق اسلام کا وعدہ پورا نہیں کریں گے تو جمعیت علماء اسلام ان کی حکومت کے خلاف تحریک چلائے گی۔ الغرض جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے مولانا درخواستی صاحب کی خدمات جلیلہ کا ایک طویل باب ہے جس کا احاطہ ایک ضخیم کتاب بھی نہیں کر سکتی۔

قادیانیت کے خلاف جہاد علماء حق کا خاص وتیرہ رہا ہے' طالب علمی کے دور سے آپؒ نے قادیانیت کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں صف اول کے سپاہی کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کی جماعت نے مجلس عمل کی سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت سے آپ کی قیادت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے ممبر بھی تھے اور مجلس ختم نبوت کے اہم اجلاسوں میں آپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا تھا۔ بعض اہم اجلاسوں کی آپ نے صدارت بھی فرمائی۔

دینی تعلیم کی اشاعت علماء دیوبند کو ورثہ میں ملی ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے دارالعلوم دیوبند قائم کر کے جس تحریک کا آغاز کیا تھا علماء حق نے اس کو جاری رکھا اور ان مدارس کی برکت ہے کہ برصغیر میں دینی علوم کی اشاعت سب سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا درخواستی صاحب کو اس کا خاص شغف تھا۔ آپ جس قریہ اور بستی میں جاتے ان کو مدرسہ قائم کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کے دست مبارک سے چار ہزار سے زائد مدارس کا افتتاح ہوا۔ آپ سیکڑوں مدارس کے سرپرست بھی تھے۔ آپ کا اپنا قائم کردہ مدرسہ مخزن العلوم اب جامعہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ۶۰ سال سے زائد آپ نے درس حدیث دیا۔ تعلیمی میدان میں آپ کی خصوصیت تفسیر قرآن کا خصوصی کورس تھا۔ شعبان اور رمضان المبارک دو ماہ میں آپ علماء کرام کے لئے خصوصی درس دیتے تھے اور ان کو قرآن مجید کی تفسیر کا اسلوب پڑھایا کرتے تھے۔ اس کورس میں سیکڑوں علماء کرام پاکستان' بنگلہ دیش' افغانستان' ہندوستان' عرب ممالک' افریقی ممالک سے آکر شریک ہوتے تھے۔ اس طرح آپ کے شاگرد پوری دنیا میں تفسیر قرآن کے درس میں مشغول ہیں۔ ظاہری علم کے ساتھ باطنی علم اور روحانی تربیت بہت ضروری ہے اور وہ کسی شیخ کامل کی صحبت اور اس کی رہنمائی ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت درخواستی صاحبؒ نے پہلے حضرت شیخ غلام محمد دین پوریؒ سے سلوک کے منازل طے کئے اور آپؒ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ اجل مولانا عبدالہادی دین پوریؒ کی خدمت میں اصلاح باطن کی تکمیل کی۔ آپ کو ان کی طرف سے چاروں سلسلوں میں دستار خلافت عطا کی گئی۔ اس سلسلہ میں آپ کے لاکھوں مرید ملک اور بیرون ملک تزکیہ نفس میں مصروف ہیں۔ آپ کو کئی دفعہ حج اور بارہا عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ بنگلہ دیش' ہندوستان' افریقی ممالک کے تبلیغی اور اصلاحی دورے کئے۔

آج حضرت مولانا عبداللہ درخواستی جمعیت علماء اسلام' دینی مدارس' مجلس تحفظ ختم نبوت اور ہزاروں علماء کو یتیم چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں لیکن ان کا مشن آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت کے اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر تمام کارکنان مجلس کے لئے حضرت کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان اور ہم سب کو صبر جمیل

تحریر۔ بابو شفقت قریشی سہام

محمد ﷺ کی سنت سے بہتر کوئی سنت نہیں

اسوۂ حسنہ کی پیروی ہی فلاح کی ضامن ہے

بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول مبعوث فرمایا

خالق ارض و سماء نے بنی نوع انسان کو تخلیق فرما کر ان کی ہدایت و رہنمائی اور انسانوں کی تخلیق کے مقاصد سے آگاہ کرنے کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے' جو اپنے دور میں اپنے اپنے علاقوں میں پیغام الٰہی پہنچانے کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ سب سے آخر میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو پوری انسانیت کے لئے بشارت دینے والا' ڈرانے والا اور رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس میں مومن اور کافر دونوں شامل ہیں۔ مومنوں کے لئے آپ ﷺ رحمت اس لئے تھے کہ انہیں آپ ﷺ کے ذریعے سے صراط مستقیم ملی اور وہ جنت کے حق دار بنے جبکہ کافروں کے لئے اس لئے کہ ان پر سے وہ عذاب ہٹا دیئے گئے جو پہلی امتوں کے رسولوں کو جھٹلانے سے کفار پر نازل ہوتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں نے جس مقدس نبی کے آنے کی بشارتیں دی تھیں ان کا لوگوں کو انتظار تھا۔ چنانچہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی زبان مبارک سے حضور ﷺ کی بعثت کے لئے یوں دعا فرمائی گئی۔

ترجمہ۔ "اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب الٰہی اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی اصلاح نفس کرے۔"

(سورۃ بقرہ : ۱۲۹)

بعثت نبوی ﷺ کے بارے میں قرآن کریم نے حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ بتاتے ہوئے اس کی بھی صراحت کر دی کہ آپ ﷺ کا ظہور دراصل حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا جواب ہے۔

رحمت دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

انا دعوۃ ابی ابراہیمؑ

پھر فرمایا۔

"میں اپنے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعثت رسول ﷺ پر اپنا احسان جتاتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ۔ "بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں انہی سے ایک (باعظمت) رسول مبعوث فرمایا جو ان لوگوں کو اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بالیقین وہ اس سے قبل کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔" (آل عمران : ۱۶۴)

بلاشبہ ظہور قدسی کا دن تاریخ انسانی کا سب سے عظیم دن ہے' جس کی برکت سے نہ صرف عرب بلکہ تمام روئے زمین پر خوشحالی' فارغ البالی' امن و سکون' رفاہیت' حریت و آزادی' اخوت و مساوات' عدل و انصاف اور محبت و راحت کا ظہور ہوا' جس کی مثال اس سے پہلے کے زمانوں میں نہیں ملتی۔

زندگی سے فرار حاصل کرنے کے لئے دنیا کے بیشتر مذاہب نے تارک الدنیا ہونے کا درس دیا اور اسی میں ان کی فلاح بتائی لیکن انبیاء کرامؑ نے ان اعتقادات کی نفی کرتے ہوئے اپنی قوموں کو ہدایت فرمائی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو' در در کی ٹھوکریں نہ کھاؤ اور دنیا سے کنارہ کشی کرکے اس کی نعمتوں سے محروم نہ ہو۔ پہلے نبیوں کے مخاطب صرف ان کی امتیں تھیں' اس کے برعکس سرکار دوجہاں ﷺ کے مخاطب پوری دنیا کے لوگ تھے۔ اسی لئے قرآن پاک نے یاایھا الناس یعنی "اے لوگو!" فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی بعثت کسی خاص فرقے یا گروہ کی بجائے پوری دنیا کے لوگوں کے لئے ہے' یعنی آپ ﷺ پوری دنیا کے لئے بشیر' نذیر بن کر تشریف لائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "ہم نے آپ ﷺ کو دنیا کے آگے حق کی گواہی دینے والا' سعادت انسانیت کی خوشخبری دینے والا' اللہ کی طرف اس کے بندوں کو بلانے والا اور دنیا کی تاریکیوں کے لئے ایک چراغ نورانی بنا کر بھیجا۔"

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"جو یہاں موجود ہیں وہ اس پیغام کو ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔"

اس سے آپ ﷺ کی مراد وہ لوگ بھی تھے جو مسلمان نہیں ہیں۔ انسان جبلی طور پر اس شخص کی تقلید کرنا پسند کرتا ہے جو سب سے اعلیٰ' افضل اور ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا سب سے بڑا پہلو آپ ﷺ کی جامعیت و اکملیت ہے۔ حضور ﷺ کے سوا اگر کوئی دوسرا اس قدر جامع صفات ہوتا تو تاریخ اس کا نام ضرور بتاتی' لیکن تاریخ اس کی سند دیتی ہے کہ یہ فضیلت صرف حضور ﷺ کو ہی حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام اوصاف اور فضائل سے مزین کرکے مبعوث فرمایا اور ان کی پیروی کے لئے انہیں ایک بہترین نمونہ قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین نمونہ تقلید موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہے۔" (سورۃ الاحزاب : ۲۱)

حضور ﷺ کی ذات اقدس جملہ پہلوؤں کا مرقع تھی۔ اس لئے جامعیت کے لحاظ سے ان کا بیان کرنا انسانی دائرۂ اختیار سے باہر ہے۔ رحمت دوعالم ﷺ کی شخصیت ہمہ پہلو رحمت و راحت تھی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ باہمی حقوق ادا کرنے والے' آپس میں رحمت اور شفقت کے مجسمے اور کافروں کے مقابلے میں سخت تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کی مشکلات معلوم

کرکے ان کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نبوت کی ذمہ داریوں کے باوجود اپنے ساتھیوں سے کبھی بے خبر نہ رہے۔ ان کی ذاتی اور نجی مشکلات اور معاملات میں بھی مشوروں سے نوازتے تھے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی حکمت قیادت سے چند برسوں میں بہترین صلاحیتوں سے مرصع کرکے انسانی سرمایہ تیار فرما کر اس میں اپنی عظیم شخصیت کے جوہر اتارے۔ ان کے اندر بے پناہ اوصاف پیدا فرمائے تاکہ وہ ہر جگہ اور ہر حالت میں ہر قسم کی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل بن جائیں۔ ایک حقیقی قائد انقلاب کی حیثیت سے پرانا ڈھانچہ سرے سے تبدیل کرکے نیا نظام' نیا معاشرہ' نیا ضابطہ بلکہ نیا انسان دیا جو اللہ کی خوشنودی کا مظہر تھا۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیمات "ظلمتوں" تاریکیوں اور گمراہیوں سے اٹی پڑی دنیا کے لئے ایک روشنی کا مینار اور قیادت کا بے مثال نمونہ ہیں' جس کے بغیر انسانیت کا قافلہ راستے سے بھٹک جاتا ہے اور منزل پر کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ ﷺ نے قومی' ملی' خاندانی' نسلی بڑائی کمتری کے تمام معیار توڑ کر بنی نوع انسان کے سامنے ایک ہی معیار رکھ دیا ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ۔ "جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے اللہ کے نزدیک وہی معزز ہے۔"

فرمایا۔

"پرہیز گاری مراتب کو بلند کرتی ہے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ۔ "پرہیز گاری کے سوا اور کسی چیز کی بنا پر ایک شخص کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور وہ مٹی سے بنے ہیں۔

ارشاد عالیہ ﷺ

۱۔ اللہ کے کلام سے سچا کوئی کلام نہیں۔
۲۔ محمد ﷺ کی سنت سے بہتر کوئی سنت نہیں۔
۳۔ سب سے اچھا ذکر اللہ کا ہے۔
۴۔ بہترین حکایت قرآن ہے۔
۵۔ سب سے بہتر موت شہید کی موت ہے۔
۶۔ سب سے بڑی ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔
۷۔ جھوٹی زبان سب سے بڑی مجرم ہے۔
۸۔ شراب گناہوں کی ماں ہے۔
۹۔ یتیم کا مال کھانے سے برا کوئی کھانا نہیں۔
۱۰۔ جو غصہ ضبط کرتا ہے اللہ اسے اجر دیتا ہے۔

حضور ﷺ کے بارے میں غیر مسلم مفکروں اور دانشوروں کی رائے

"محمد ﷺ کی پوری زندگی اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ دین اسلام رضا و تسلیم کا مذہب ہے جبر کا نہیں اور آپ ﷺ نے مذہب میں جبر کی اجازت نہیں دی۔ اس کے برعکس محمد ﷺ نے تلقین کی کہ اہل کتاب لوگوں سے تعاون کرو۔"
(جیمز مچر)

"محمد ﷺ کے بارے میں کوئی فاتر العقل اور انتہائی متعصب شخص ہی یہ الزام لگا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے تلوار کے ذریعے اسلام پھیلایا اور اپنے پیروکاروں کو اس راہ پر چلنے کی تلقین کی۔" (اولیری)

"آج کی دنیا آجر و اجیر کی کشمکش کی دنیا ہے۔ ہمیں محمد ﷺ عربی کی آواز سنائی دیتی ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کردو۔"
(جارج پی بڈسن)

"محمد ﷺ پہلے سماجی بین الاقوامی انقلاب کے بانی تھے۔"
(آر۔ ایل۔ اوٹ)

"محمد ﷺ کے دل میں جو اخلاص کا سمندر موجزن تھا' اس سے آپ ﷺ نے ہمیں اور ساری دنیا کو بھی فیضیاب کیا۔"
(کارلائل)

"رشی محمد ﷺ صاحب کی زندگی پر جب ہم وچار کرتے ہیں تو یہ بات نظر آتی ہے کہ ایشور نے ان کو سنسار سدھارنے کے لئے بھیجا تھا ان کے اندر وہ شکتی موجود تھی جو ایک گریٹ ریفارمر (مصلح اعظم) اور ایک مہاپرش (ہستی اعظم) میں ہونی چاہئے۔ بولو شری محمد ﷺ کی جے۔"
(پنڈت گوپال کرشن)

حضور ﷺ کی متاع عزیز یعنی آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر چاروں طرف سے دشمنان اسلام کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں اور وہ اس کی بربادی کے درپے ہیں۔ اپنی ناپاک حرکتوں اور سازشوں میں مصروف کار ہیں اور تو اور بعض مسلمان بھی حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع کو چھوڑ کر مادی فوائد کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ ان کے لئے سورۃ الاعراف میں واضح حکم موجود ہے۔

ترجمہ۔ "جو لوگ کہ ایسے رسول' نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی موصوف پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"
(سورۃ الاعراف : ۱۵۷)

مولانا محمد اسماعیل' احمد پور شرقیہ

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

فضائلِ علم

علم اسلام کی حیات ہے اور ایمان کا ستون ہے

حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے' پھر سب مخلوق میں بنی نوع انسان کے ساتھ کچھ زیادہ ہی شفقت و محبت ہے' جہاں اسے عقل و خرد' فہم و فراست' نطق و گویائی' موزوں قدو قامت' ظاہری حسن و جمال وغیرہ بیش بہا نعمتوں سے نوازا وہاں اسے دنیا و آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے' دین و ہدایت کی نعمت عظمیٰ سے بھی سرفراز فرمایا' محبت و شفقت خداوندی اور اس کے دین کی قدر و قیمت کا اندازہ علم دین سیکھے بغیر نہیں ہو سکتا اور حقیقت یہ ہے کہ علم ہی کی بدولت پروردگار عالم نے حضرت انسان کو اپنی خلافت کا تاج پہنایا اور مسجود ملا ئکہ بھی بنایا ورنہ عبادت و طاعت کے لحاظ سے ملا ئکہ کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا۔

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون۔
(سورۃ التحریم آیت ۶ پ ۲۸)

ترجمہ۔ "نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔"

اس سے علم کی فضیلت واضح طور پر عبادت پر ثابت ہوئی اور ایسا کیوں نہ ہو کہ عبادت خاصہ مخلوق ہے اور علم صفت خداوندی ہے۔

قرآن کریم میں بیسیوں مقامات پر فضائل علم کو بڑے زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات۔۔۔۔الآیتہ۔ (سورۃ المجادلہ آیت ۱۱ پ ۲۸)

ترجمہ۔ "اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے ان لوگوں کے رتبے جو تم میں سے ایمان لائے اور ان لوگوں کے درجے جو علم دیئے گئے ہیں۔"

۲۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ (سورۃ الزمر آیت ۹ پ ۲۳)

ترجمہ۔ "کہہ دیجئے کیا برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے۔"

یہ مشغلہ تعلیم و تعلم حق تعالیٰ کو اس قدر عزیز ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ جیسے آڑے وقت میں بھی اس سے بے توجہی ہو جانے پر تنبیہہ فرمائی۔

۳۔ وما کان المومنون لینفروا کافتہ فلو لا نفر من کل فرقتہ منھم طائفتہ لیتفقھوا فی الدین۔۔۔۔الآیتہ۔ (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۲ پ ۱۱)

ترجمہ۔ "اور مسلمانوں کو ایسا نہ کرنا چاہئے کہ (جہاد کے لئے) سب کے سب نکل کھڑے ہوں' سو ایسا کیوں نہ کیا کہ نکلتا ان کے ہر گروہ میں سے ایک حصہ تاکہ (باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہتے۔"

حتیٰ کہ سرکار مدینہ ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ زیادتی علم کی دعا مانگا کیجئے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

قل رب زدنی علما۔ (سورۃ طہٰ آیت ۱۱۴ پ ۱۶)

ترجمہ۔ "کہو اے میرے رب! میرا علم بڑھا دیجئے۔"

احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیتہ میں فضیلت علم اور اس کی تحصیل و تعلیم کے متعلق خاصی ترغیب و تحریص موجود ہے۔ مثلاً

۱ العلم حیا الاسلام و عماد الایمان (رواہ ابوالشیخ)۔

ترجمہ۔ "علم اسلام کی حیات ہے اور ایمان کا ستون ہے۔"

۲ تعلموا العلم و علموہ الناس (رواہ الدار قطنی والبیہقی)

ترجمہ۔ "علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھلاؤ۔"

۳ طلب العلم فریضتہ علیٰ کل مسلم وان طالب العلم یستغفرلہ کل شئی حتیٰ الحیتان فی البحر (رواہ ابن عبدالبر عن انس)۔

ترجمہ۔ "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد' عورت) پر فرض ہے اور بے شک طالب علم کے لئے ہر چیز بخشش مانگتی ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔"

۴ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتیٰ یرجع (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ۔ "جو شخص طلب علم کے لئے نکلا وہ خدا کے راستے میں ہے یہاں تک کہ واپس لوٹے۔"

۵ من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سہل اللہ لہ بہ طریقا الی الجنتہ (رواہ مسلم والترمذی)۔

ترجمہ۔ "جو شخص علم کی تلاش میں چلا اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔"

۶ لکل شئی طریق و طریق الجنتہ العلم (رواہ الدیلمی)۔

ترجمہ۔ "ہر چیز (کے حصول) کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔"

۷۔ ترجمہ۔ "طالب علم اگر تحصیل علم کی حالت میں فوت ہوا تو شہید مرا۔"

۸۔ ترجمہ۔ "دین کا ایک باب سیکھنا ایک ہزار رکعات پڑھنے سے افضل ہے (رواہ ابن ماجہ و ابن حبان)۔

۹۔ ترجمہ۔ "جس نے علم کا ایک باب سیکھ کر آگے پھیلایا اسے ستر صدیقین کا ثواب ملے گا۔"

۱۰۔ ترجمہ۔ "ایک موقع پر صحابہ کرامؓ اعمال میں سے افضل عمل کے متعلق سوال کرتے رہے تو آنحضرت ﷺ برابر یہ جواب دیتے رہے کہ علم افضل ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل کار آمد ہے اور بے علم کے بہت عمل بھی مفید نہیں۔" (رواہ ابن عبدالبر)

۱۱ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلتہ البدر علیٰ سائر الکواکب۔ (رواہ ابو نعیم)۔

ترجمہ۔ "عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر۔"

۱۲ فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ۔ "عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں کے ادنیٰ آدمی پر۔"

اس سلسلہ میں مزید تفصیلی روایات کتب حدیث میں دیکھی جا سکتی ہیں کہ سب کا ذکر یہاں کرنا طوالت کا باعث ہو گا۔

سلف صالحینؒ کے اقوال بھی فضیلت علم کے بارے میں نہایت وقیع' جامع اور پر مغز واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے علماء کی مجلس سے بہتر کوئی اور مقام پیدا نہیں کیا اور ایک عالم کا مرجانا ایک ہزار عابد قائم اللیل اور صائم النہار کے مرجانے سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ کا قول ہے کہ علم بغیر عمل کے مفید ہے مگر عمل بغیر علم کے مفید نہیں۔

۳۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا قول ہے کہ روزہ دار و شب بیدار آدمی سے عالم افضل ہے' جب کوئی عالم دین فوت ہوتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پیدا ہو جاتا ہے جسے کوئی بند نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جو اس کے بعد علم والا ہو کر اس کی جگہ لے۔

۴۔ حضرت ابو الدرداء ؓ کا قول ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا اس کے عقل میں نقص ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا قول ہے کہ رات میں ایک گھڑی بھر علم پڑھنا پڑھانا' تمام رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ ان ہی کا یہ قول بھی ہے کہ عام ایمان والوں پر علم والوں کو سات سو درجے بلندی حاصل ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جیسے پانچ سو برس کی راہ۔"

۶۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانے کا' جس سے اس زمانے کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں۔

۷۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے نبوت کے بعد علم سے بڑھ کر زیادہ بزرگ و افضل کوئی چیز عنایت نہیں فرمائی۔

۸۔ حضرت مطرف بن عبداللہؒ کا قول ہے کہ زائد عبادت سے تحصیل علم بہتر ہے۔

۹۔ حضرت معافی بن عمرانؒ کا قول ہے کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۰۔ حضرت یوسف بن اسباط کا قول ہے کہ علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزوات سے افضل ہے۔

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ تمام خوبیوں کا مجموعہ' علم سیکھنا' اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھلانا ہے۔

بہرحال قرآن کریم' احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال سلف صالحین "علم کی فضیلت و اہمیت سے بھرے پڑے ہیں' جس کی ہلکی سی جھلک آپ نے سطور بالا میں ملاحظہ فرمائی۔ مذکورہ بالا فضائل و مناقب بلا امتیاز ہر اس مرد' عورت کے لئے ہیں جس نے علم دین حاصل کیا اور اس کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے کی کوشش کی۔

علم دین کا اصل موضوع

جمیع ادیان سماویہ کی تعلیم اور تمامی انبیاء و مرسلین کی محنت کا اصل مرکز و میدان بنی نوع انسان کے قلوب رہے ہیں کہ خالق کائنات کی الوہیت' وحدانیت اور قدرت کاملہ کا یقین ان میں پیدا کر کے معرفت حق سے انہیں روشناس کیا جائے ان کا تزکیہ و تصفیہ کر کے پاکیزہ عقائد و افکار اور عمدہ صفات و کیفیات ان میں جاگزیں کی جائیں تاکہ خلق خدا کا تعلق اپنے خالق و مالک سے جڑے' اس رحیم و عظیم ذات کی محبت و عظمت کا احساس اور اس کے انعامات و احسانات کی قدر دانی پیدا ہو' اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے طاعت و بندگی کا شوق دامن گیر ہو' خلق خدا کی خدمت و خیر خواہی اور اس کے لئے ایثار و قربانی دینے کا جذبہ پیدا ہو اور یوں انسانیت اعلیٰ عقائد' نظریات اور بہترین اخلاق و کردار اپنا کر فلاح دارین سے ہمکنار ہو۔

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر پیدائش انسانی' ذکر موجودات' محاسن و مناظر قدرت اور تسخیر کائنات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور بہت سی آیات میں زمین آسمان' سورج' چاند ستارے' پہاڑ' دریا' سمندر' پانی ہوا بادل وغیرہ کا ذکر کر کے ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے مگر اس حقیقت سے کس صاحب عقل کو انکار ہو سکتا ہے کہ ان تمام عناصر ارضی و سماوی کے ذکر سے اصل مقصود' خالق کائنات جل شانہ کی قدرت وحدانیت کا نظریہ قلوب انسانی میں راسخ کرنا ہے۔

قلب انسانی کو بدن انسانی میں بادشاہ کی سی حیثیت حاصل ہے سو جس طرح اک بادشاہ کی نکوکاری یا بدکاری کا اثر رعایا پر بہرحال ضرور پڑتا ہے کہ الناس علی دین ملوکھم (لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں) اسی طرح دل کے صلاح یا فساد کے زیر اثر باقی اعضاء جسمانی سے بھی اچھے یا برے افعال صادر ہونے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام شرائع اسلامیہ میں قلب اور اس کی صلاح و درستی کے موضوع کو مرکزیت حاصل رہی ہے۔ خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی حقیقت سے نقاب کشائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب (رواہ البخاری و مسلم)۔

"سنو! جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ سنو! وہ لوتھڑا دل ہے۔"

رہے دنیوی فنون سائنسی ایجادات' فنی تجربات' نباتات جمادات' معدنیات فلکیات وغیرہ کے متعلق ریسرچ و تحقیقات' سو دنیوی ترقی کے لئے ان چیزوں کا حصول اگرچہ ضروری ہے اور دینی نقطہ نظر سے اہل اسلام کو اس میدان میں محنت کرنا بھی نہایت اہم ہے کہ دین اسلام دنیوی ترقی کے کسی معاملے میں اہل اسلام کو پست اور کمزور نہیں دیکھنا چاہتا مگر ان مادی اشیاء کی ترکیب و تکنیک اور ان آلات جدیدہ کی ساخت و پرداخت پر بحث دین و مذہب کا موضوع سخن نہیں کہ یہ بات عظمت دین اور منصب انبیاء سے کہیں فروتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان چیزوں کی تربیت کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے نہ تو کوئی آسمانی کتاب اتاری اور نہ ہی کسی نبی و مرسل کو اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا کہ وہ سائنس و طبعیات وغیرہ کے ذریعے کائنات کی نیرنگیوں کی تحقیقات کرتے پھریں اور لوگوں کو نباتات و جمادات' طب اور ڈاکٹری' انجینئرنگ و ٹیکنالوجی وغیرہ کی تربیت دیتے رہیں کہ یہ سائنسی فنون لطیفہ اور جدید آلات مفیدہ زیادہ سے زیادہ اس دنیوی زندگی تک ہی کارآمد ہو سکتے ہیں جبکہ انسان ہر لمحہ اس عارضی زندگی سے آگے' عالم آخرت کی طرف کوچ کر رہا ہے اور دینی عقائد و اعمال ہی وہ عظیم نعمت ہیں جو دنیوی عافیت و اطمینان کے ساتھ ساتھ اخروی کامیابی و سرخروئی کے بھی ضامن ہیں' سو اس لحاظ سے امر دین نہایت عالیشان اور بدرجہا زیادہ اہم ٹھہرا۔

پھر مادی اشیاء عقل انسانی کے دائرے اور قابو میں آنے والی ہیں' بار بار کے تجربات سے عقل انسانی ہر دور میں نئی سے نئی ایجادات کی طرف خود بخود راہ نکالتی رہتی ہے۔ اس لئے ان دنیوی امور کے متعلق آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا۔

انتم اعلم بامور دنیاکم.....(رواہ البخاری)۔

ترجمہ۔ "اپنے دنیوی امور (کام کاج) کو تم خود بہتر جانتے ہو۔"

●●

بغض اور کینہ کی ممانعت

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"حسد اور بغض مونڈنے والے ہیں۔ بالوں کو مونڈنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ دین کو مونڈتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

۲۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔

"آپس میں بغض نہ رکھو اور خدا کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔ اور مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے (بغیر شرعی عذر کے) تین دن سے زیادہ ملاقات ترک کرے۔ (بخاری شریف)

۳۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔

"حسد سے بچو' اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

تحریر۔ محمد ارشد اعوان

دنیا کی ہر چیز پر ریسرچ کرنے والو! تم نے کبھی اپنی بھی ریسرچ کی ہے؟

نجات کا راستہ صرف اسلام ہے

دنیا ایک گزر گاہ ہے اس میں کسی کو بھی بقاء نہیں

اللہ رب العزت جو کہ خالق کائنات ہے۔ اس نے اشرف المخلوق انسان کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اس کی ہدایت و راہنمائی کے لئے ان انسانوں میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر مبعوث فرمائے۔ یہ سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

خود خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

"میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ایک اور موقع پر رسالت مآب ﷺ نے بڑے ہی واضح الفاظ میں فرمایا کہ۔

"میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ خطاب کا بیٹا عمرؓ ہوتا لیکن میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس فرمان خداوندی اور فرمان نبویؐ کے علاوہ قرآن و حدیث میں روز روشن کی طرح ہزاروں دلائل حضورؐ کی ختم نبوت کا ثبوت دیتے ہیں۔ تمام امت اور اکابرین امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے مثلاً ظلی' بروزی' تشریعی اور غیر تشریعی تو وہ مدعی نبوت اور اس کے پیروکار دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کے ساتھ مرتد' واجب القتل اور زندیق ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ تمام انبیاء کے طریقے اور ان کی شریعتیں جن پر ان کی موجودہ امتوں کو عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب نجات و کامرانی کا راستہ صرف اور صرف خاتم النبیین ﷺ کی شریعت مطہرہ یعنی مذہب اسلام ہے۔ جس کے بارے میں خالق کائنات نے فرمایا۔

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اور جو کتاب نبی کریم ﷺ پر نازل فرمائی اس کے بارے میں فرمایا۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون۔

"اس کتاب کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اس کے بعد اس لاریب کتاب میں یہ بھی فرما دیا کہ جو شخص میرے نازل کردہ دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے گا تو اس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں سخت گھاٹے میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اسلام سے ہٹ کر دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اپنے آپ کو دنیا کی ترقی میں سربلند سمجھنے والوں اور دنیا کی ہر چیز پر ریسرچ کرنے والوں نے کبھی اپنی ریسرچ بھی کی ہے۔ دنیا تو انسانوں کے لئے ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ اس عارضی زندگی میں انسان ہوا میں اڑے' آسمان سے باتیں کرے' ستاروں پر کمندیں ڈالے' پوری دنیا کا بادشاہ بن جائے' پوری دنیا میں دہشت گردی کرنے والا بن جائے' یا امن کرنے والا' اگر مذہب اسلام میں داخل نہیں ہوا تو ان تمام مذکورہ چیزوں سے آخرت کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ تمام اہل کتاب کی خدمت میں دعوت اسلام پیش کرنے کے ساتھ گزارش کروں گا کہ دنیا کی عارضی زندگی میں اپنے جسم کو آرام و آسائش پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ کیا ہی بہتر تھا کہ ابدی زندگی میں جو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اپنے جسم کو جہنم کی آگ سے بچا لیتے۔ دنیا تو ایک گزر گاہ ہے اور اس میں کسی کو بھی بقا نہیں' سوائے رب العزت کے۔ مذہب اسلام میں دخول دارین کی کامیابی کا ضامن ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ تمام ادیان میں اللہ تعالیٰ نے صرف اسی دین کو اپنی طرف منسوب فرما کر اسے اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کی اہل کتاب کے اکابرین تائید و تصدیق کر چکے ہیں۔

یہودی اگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا ہادی برحق مانتے ہیں ان ہی کی تابعداری فرمانبرداری کا دعویٰ کرتے ہیں ان ہی کی تعلیمات کو مشعل راہ سمجھتے ہیں۔ تو ان حضرات کے لئے ان ہی کی تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ بلا کسی تردد کے مذہب حقہ اسلام میں داخل ہو جائیں کیونکہ تورات و انجیل میں خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت اور مذہب اسلام کے بارے میں واضح بشارتیں دے دی گئی تھیں اور خود ان انبیاء کرامؑ نے اپنی زبانی بھی اپنی امتوں کو فرما دیا تھا کہ ہادی برحق محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے بعد تشریف لانے والے ہیں۔ اگر کوئی تم میں سے ان کے زمانے کو پالے تو وہ ان ہی کے دین کو قبول کر لے۔ اس کے علاوہ تورات و انجیل کے بے شمار علماء دین حق کی صداقت کی گواہی دے چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ پر جب ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ فوراً گھر تشریف لائے اور ام المومنین سیدہ کائنات حضرت خدیجہؓ کو اوڑھنے کے لئے لحاف لانے کا فرمایا۔ آپؐ کو لحاف اوڑھانے کے بعد آپؐ کی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ تورات و انجیل پر بہت ہی گہرا عبور رکھتا تھا۔ سارا واقعہ بیان فرمایا۔ جس پر ورقہ چونک اٹھا اور کہنے لگا کہ۔

"خدیجہ مبارک ہو۔ اپنے سرتاج کو مبارک دیجئے۔ تسلی دیجئے۔ ان پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ آیتیں لانے والے جبرئیل امین ہیں جو کہ اس سے قبل سیدنا موسیٰ و سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آچکے ہیں۔"

اس کے بعد ورقہ بن نوفل کہنے لگا۔

"کاش اس وقت میں بھی ہوتا جب قوم آپ کو آپ کے شہر سے نکال دے گی۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"کیا ایسا بھی ہوگا کہ میری قوم مجھے میرے شہر سے نکال دے گی؟"

اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ۔

"سابقہ کتابوں سے میرا حاصل مطالعہ یہی ہے کہ جو بھی حق لے کر آیا اسے باطل نے ضرور ستایا۔"

اس کے علاوہ سابقہ سماوی کتابوں کا عالم بحیرٰہ راہب بھی حضورؐ کی نبوت اور اسلام کی صداقت کی گواہی دے چکا ہے۔ اس کے بعد جب مشرکین مکہ نے صحابہ کرامؓ پر ظلم کی انتہا کردی تو مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تو مشرکین مکہ بھی مسلمانوں کی گرفتاری کے لئے وہاں پہنچ گئے اور شاہ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کو برا بھلا کہا اور کہا کہ۔

"یہ ہمارے بھگوڑے ہیں۔ باپ دادا کے دین کو چھوڑے ہوئے ہیں' ان کو واپس کر دیا جائے یہاں پناہ نہ دی جائے۔"

اس کے بعد شاہ حبشہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور وفد کے امیر حضرت جعفر طیارؓ سے سوال و جواب ہوئے۔ اس کے بعد حضرت جعفرؓ نے قرآن و سنت کی روشنی میں خطاب فرمایا جس کا شاہ نجاشی پر بہت ہی گہرا اثر ہوا اور اس نے کہا کہ۔

"جس نبی پر آپ ایمان لائے ہیں ان پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی؟"

تو آپ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا تو بادشاہ نے اس کے سننے کی خواہش کی۔ تو آپؓ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں تو اس لاریب کتاب کو سنتے ہی نجاشی کی جو اہل کتاب عیسائی تھا' کیفیت بدل گئی' داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس نے کہا۔

"خدا کی قسم یہ تو وہ کلام ہے۔ جس کی تائید و تصدیق عیسیٰ بن مریم اور اس پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کرتی ہے۔"

اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

تمام اہل کتاب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ان واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے اسلام کی آغوش رحمت میں پناہ لے لیں' جس میں دارین کی کامرانی کی ضمانت ہے۔ ورنہ مذہب اسلام کے علاوہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ آخر میں تمام منکرین ختم نبوت خصوصاً قادیانیوں سے گزارش ہے کہ تورات و انجیل سماوی کتابیں ہیں۔ سیدنا موسیٰ و سیدنا عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں لیکن حضورؐ کی نبوت کے بعد ان کی پیروی کرنا خسارے اور گھاٹے میں ہے تو مرزے کی خود ساختہ جعلی نبوت کو ماننا کون سی نجات کا راستہ ہے۔ مرزائیوں کو بھی اتمام حجت کے طور دعوت اسلام پیش ہے کہ وہ انگریز کے خود کاشتہ پودے' تمام برائیوں کے مجموعے' تمام کذابوں کے امام' غلاظت و گندگی کے ڈھیر کو چھوڑ کر شافی محشر ساقی کوثر خاتم النبیینؐ کے قدموں میں آکر دونوں جہانوں کی سربلندی و سرخروئی حاصل کرلیں۔ تم نے تو اس ملعون کو نبی مان لیا' جس کی کتابوں کے مطالعے سے پتہ چلا کہ اس کو انسان کہنا بھی انسانیت کی توہین ہے۔ یہ تو وہ گندے جراثیموں کا مجموعہ ہے جسے بیک وقت ہزاروں بیماریوں نے گھیر رکھا تھا۔ وہ بیماریوں کا تذکرہ بڑے فخرے کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اوپر والے حصے میں مجھے مراق اور نچلے حصے سے کثرت بول ہے۔ ایسے شخص کو نبی ماننے والوں کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ ●●

تین چیزوں سے ہمیشہ بچیں
شیزان' شیطان اور قادیان
قادیانی مصنوعات اور شیزان کا بائیکاٹ کریں
محمد اقبال عمران کلاتھ اسٹور دکان نمبر ۱۲
جامع کلاتھ مارکیٹ لطیف آباد یونٹ نمبر ۸

مرسلہ۔ قاری عنایت الرحمٰن رحمانی ڈیرہ اسماعیل خان

میت سے متعلق غلط رسمیں اور کوتاہیاں

صحیح نماز جنازہ کے لئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے

موت' میت اور پسماندگان کے متعلق جو فطری دستور العمل اسلام نے دیا ہے یہی معتدل اور متوازن طریق کار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپؐ کے کتنے ہی لخت جگر اور عزیز و اقارب فوت ہوئے اور کتنے ہی جاں نثار صحابہؓ داغ مفارقت دے گئے کوئی میدان کارزار میں شہید ہوا' کسی نے بستر علالت پر جان دی۔ ان طرح طرح کے حالات میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ان سب کی رہبر و رہنما تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر واقعہ کے مناسب شرعی احکام و آداب بتانے اور سکھلانے کے ساتھ ساتھ عملی تربیت بھی دی' چنانچہ آپ نے شادی و غمی کے مواقع میں شرکت فرما کر مریض کی عیادت بھی فرمائی اور میت کی تجہیز و تکفین اور دفن کے انتظامات بھی فرمائے اور تعزیت و ایصال ثواب اور قبروں کی زیارت بھی فرمائی۔ پسماندگان کے ساتھ غمگساری' بیواؤں کی خبر گیری اور یتیموں کی سرپرستی غرض موت' میت اور پسماندگان سے متعلق ایک مکمل دستور العمل اپنے اقوال و افعال کے ذریعہ امت کو دے گئے۔ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جو تشنہ رہ گیا ہو یا جو ہمیں کسی اور قوم سے لینے یا خود ایجاد کرنے کی ضرورت ہو۔

اس پاکیزہ دستور العمل میں انسانی ضرورتوں اور فطری جذبات کی رعایت قدم قدم پر نمایاں ہے۔ اس میں غمزدوں کے لئے تسلی و غمگساری کا بھی پورا سامان ہے اور عدل و انصاف کا بھی نہایت معتدل اور جامع انتظام' میت کا احترام بھی ہر جگہ ملحوظ ہے اور اس کا اخروی راحت و آرام بھی' اور طریق کار ایسا ہے کہ دنیا کی کوئی تہذیب آج تک اس سے زیادہ آسان' پاکیزہ' باوقار اور سادہ طریق کار تجویز نہیں کر سکی۔

موت سے پہلے کی رسمیں اور کوتاہیاں

بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے یا باوجود پانی پر قدرت ہونے کے تیمم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بیہوشی یا زیادتی تکلیف کی حالت میں قضا شدہ نماز قضا نہیں پڑھتے۔ اس طرح کی دیگر کوتاہیوں سے اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ ممکن ہے یہ زندگی کا آخری مرض ہو' ہر بیماری موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ صحت میں فکر نہ کی تو اب بھی غافل رہنا اور اہتمام نہ کرنا بڑے ہی اندیشہ اور خطرہ کی بات ہے۔

ایک کوتاہی عام طور پر یہ بھی ہوتی ہے کہ بیمار کا ستر چھپانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ زانو یا ران کھل گئے تو کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ مریض اگر شدت تکلیف کے باعث اس کا خیال نہ رکھ سکے تو اوپر والوں کو خیال رکھنا لازم ہے بلا ضرورت اس کا ستر دیکھنا جائز نہیں۔

بعض مرتبہ مریض اپنے بعد کے لئے خلاف شرع وصیت کرتا ہے یا دوسرے لوگ مریض کو خلاف شرع وصیتوں کی رائے اور ترغیب دیتے ہیں یہ امور خلاف شرع ہیں۔ ان کی ترغیب دینا یا مریض کا خود اس طرح وصیت کرنا جائز نہیں۔ ایسی خلاف شرع وصیت لازم نہیں ہوتی۔

عین وقت موت کی رسمیں

روح نکلنے سے پہلے جو حالت انسان پر طاری ہوتی ہے اس میں انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس حالت کو "عالم نزع" کہتے ہیں' اس وقت بھی طرح طرح کی کوتاہیاں اور غلطیاں کی جاتی ہیں۔ میت کے عالم نزع کے وقت سورۃ یٰسین' کلمہ طیبہ و دیگر اوراد پڑھنے چاہئیں اور میت کی سہولت نزع اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنی چاہئے۔ لیکن عورتیں رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہیں' جس سے مریض کو مزید تکلیف ہوتی ہے۔ یاد رکھئے! بلند آواز سے رونا' چلانا' ماتم کرنا اور گریبان پھاڑنا سب حرام اور گناہ ہیں۔ البتہ رونا آئے تو چیخے چلائے بغیر صرف آنسوؤں سے رونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک نامعقول حرکت یہ بھی کی جاتی ہے کہ مریض کے بچوں یا بیوی کو اس کے سامنے کر کے کہا جاتا ہے کہ ان کو کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو اس طرح کی حرکتوں سے مریض کو پریشان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ وقت خالق کی طرف متوجہ ہونے کا ہے' آخری وقت مریض کو ان الجھنوں میں پریشان نہ کیا جائے۔

بعض لوگ اس خیال سے مریض سے دور بھاگتے ہیں کہ انہیں بیماری نہ لگ جائے حالانکہ حکم خداوندی کے بغیر کوئی بیماری کسی کو نہیں لگ سکتی۔ اگر کہیں لگ گئی ہو تو وہ بھی خالق کی حکمت و مشیت سے ہے' بغیر ان کی مشیت کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔

بعض لوگ مرنے والے کو کلمہ پڑھانے میں بہت سختی

کرتے ہیں۔ اس کی خاموشی میں فوراً توبہ استغفار کا تقاضا شدت سے شروع کرادیتے ہیں۔ اگر وہ ایک مرتبہ پڑھ لے تو اس پر کفایت نہیں کرتے بلکہ لواحقین چاہتے ہیں کہ برابر پڑھتا ہی رہے۔ یہ سراسر جہالت کی بات ہے۔ اسی طرح عالم نزع میں اس کو قبلہ رخ کرنے میں بھی شدت اختیار کرتے ہیں جو بعض مرتبہ مریض پر شاق گزرتا ہے یہ بھی غلط اور جہالت ہے۔

ایک بے احتیاطی یہ بھی ہوتی ہے کہ حالت نزع میں نامحرم عورتیں بھی اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں' یا عورت کے سامنے نامحرم مرد بے دھڑک چلے آتے ہیں۔ اس وقت پردہ کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ پردہ ہر حال میں فرض ہے۔

بعض جگہ یہ قبیح رسم ہوتی ہے کہ عورت کے انتقال کا وقت قریب آنے پر دوسری عورتیں مسنون سمجھ کر اس کے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے۔

موت کے بعد کی رسمیں

بہت سی جگہ رونے پیٹنے میں عورتیں بے پردہ ہوجاتی ہیں اور پردہ کا مطلق خیال نہیں رکھتیں اور بعض جگہ اس سے بڑھ کر یہ غضب ہوتا ہے کہ نوحہ کرنے والوں کی تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور اخبارات میں شائع کی جاتی ہیں یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

بعض جگہ عورتیں فرط غم سے اپنے نامحرم عزیزوں مثلاً دیور' چچازاد' تایازاد وغیرہ سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں یہ بھی حرام ہے کیونکہ رنج و غم میں شریعت کے احکام ختم نہیں ہوجاتے اور بعض جگہ اوپر کی عورتیں دیدہ و دانستہ ایسی باتیں کرتی ہیں' جس سے رونا آئے یا عورتیں بن بن کر بتکلف روتی ہیں۔ یہ سب غلط اور منع ہے۔ اسی طرح میت کے گھر عورتیں اکثر بے حجاب ہو کر غیر مردوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ یہ ناجائز و حرام ہے لہٰذا احتیاط کرنا لازم ہے۔

بعض جگہ میت کے مال و دولت کی جانچ پڑتال یا تقسیم ترکہ کے اہتمام و انتظام یا دوستوں اور رشتہ داروں کے انتظار' نمازیوں کی کثرت وغیرہ کسی غرض سے میت کی تدفین میں دیر کی جاتی ہے' یہ سب ناجائز و منع ہے۔

بعض جگہ میت کے سینہ یا پیشانی اور کفن پر کلمہ طیبہ' کلمہ شہادت' آیتہ الکرسی اور دیگر آیات و دعائیں روشنائی وغیرہ سے لکھی جاتی ہیں۔ یہ بے حرمتی کے اندیشہ کی وجہ سے جائز نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ میت کی آنکھوں میں سرمہ اور کاجل لگاتے ہیں' سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھا بھی کرتے ہیں۔ بعض لوگ ناخن اور بال کتر دیتے ہیں' یہ سب ناجائز ہے۔

اکثر جگہ یہ رسم عام ہو چکی ہے کہ میت کو کفنانے کے بعد جنازہ تیار کرکے تمام حاضرین اجتماعی طور پر فاتحہ پڑھتے اور دعا کرتے ہیں اور بعض جگہ نماز جنازہ کے بعد بھی اجتماعی دعا کی جاتی ہے حالانکہ نماز جنازہ خود دعا ہے میت کے لئے' شریعت نے جو دعا مقرر فرمائی ہے وہ میت اور تمام مسلمانوں کے لئے اتنی جامع اور مفید دعا ہے کہ ہم اور آپ عمر بھر سوچ بچار کرنے کے بعد بھی اس سے بہتر دعا نہیں کرسکتے۔ لہٰذا نماز جنازہ سے پہلے یا بعد اجتماعی دعا یا فاتحہ پڑھنے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں' اس لئے یہ ناجائز اور بدعت ہے۔

قبر پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے کا بھی ایک رواج چل نکلا ہے اور اس کو تجہیز و تکفین کے اعمال میں سے ایک عمل سمجھا جاتا ہے اور قبر پر اگربتیاں جلائی جاتی ہیں حالانکہ قرآن و سنت اور صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین سے ان امور کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہ بدعت اور ناجائز ہیں۔

فقہ حنفی میں نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے بغیر اس کے نماز جنازہ درست نہیں لیکن اب غائبانہ نماز جنازہ کا بھی رواج ہوچکا ہے فقہ حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے حنفی مسلک رکھنے والوں کو اس میں شرکت کرنا درست نہیں ایک غلطی یہ بھی ہو رہی ہے کہ میت پر متعدد بار نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے' نماز جنازہ مکرر پڑھنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر ولی کی اجازت کے بغیر دوسروں نے جنازہ کی نماز پڑھ لی ہو اور ولی نے اس میں شرکت نہ کی ہو تو اس کو دوبارہ پڑھنے کا حق ہے۔

دور حاضر کی ایک لعنت یہ بھی ہے کہ نماز جنازہ کے فوٹو اخبارات میں شائع کئے جاتے ہیں' جس میں ممتاز شخصیات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح میت اور اس کے لواحقین کی تصویریں کھینچی جاتی ہیں یہ سب ناجائز و حرام ہیں۔

ایک کوتاہی عام طور پر یہ بھی ہو رہی ہے کہ لوگ روزمرہ کے عام استعمال کے جوتے پہن کر یا ان کے اوپر قدم رکھ کر نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں اور یہ خیال نہیں رکھتے کہ جوتے پاک بھی ہیں یا نہیں لہٰذا نجس جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں البتہ اگر جوتے پاک ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک رسم یہ پڑ گئی ہے کہ لوگ نماز جنازہ کی نیت بلند آواز سے کرتے ہیں حالانکہ اس کا معمول بنا لینا درست نہیں' اسی طرح میت کو کندھا دیتے وقت اور دوران راہ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں حالانکہ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شہادت' کلمہ طیبہ یا اور کوئی ذکر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت نہیں بلکہ اس موقع پر آپ ﷺ خاموش رہتے تھے اور بعض لوگ قبرستان پہنچ کر بھی دنیا کی باتیں نہیں چھوڑتے حالانکہ یہ عبرت کی جگہ ہے' قبر اور آخرت کے مراحل ان کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے۔

قبرستان میں داخلہ کے وقت اہل قبرستان کو سلام کرنے کے جو کلمات منقول ہیں اکثر لوگ اس سے غافل رہتے ہیں' اسی طرح قبرستان میں داخل ہونے کا معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں' بسا اوقات قبروں کو بھی روندتے ہیں یہ خلاف شریعت اور منع ہے۔

بعض لوگ میت کو قبر میں چت لٹا دیتے ہیں اور صرف میت کا منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں باقی سارے جسم کو کروٹ نہیں دیتے یہ بھی فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے بلکہ میت کے تمام بدن کو کروٹ دے کر قبلہ رخ کرنا چاہئے۔

آج کل قبرستان بالخصوص بزرگوں کے مزارات پر عورتوں کا آنا جانا بکثرت رہتا ہے حالانکہ ایسے مواقع پر عورتوں کا جانا بلاشبہ حرام اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام بدعات و رسومات سے بچنے کی توفیق عطا فرماکر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

بھر غفلت یہ تیرے ہستی نہیں
دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گذر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

(منقول از احکام میت بتغیر یسیر)

داعی اسلام

تحریر۔ ملک محمد یونس علی خان
ڈیرہ اسماعیل خان' کینٹ

جب انسان داعی بن جاتا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور نسبت قائم ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ داعی کے اعمال میں استقامت عطا کرتے ہیں' جس سے اعمال کو کرنے میں سستی ختم ہوجاتی ہے۔ ہر اعمال کو چستی کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ دعوت کا کام داعی کے مزاج میں رچ بس جاتا ہے۔ اس کی جس سے گفت و شنید ہوتی ہے' موضوع دعوت ہوتا ہے۔ دعوت سے داعی کا ایمان اور یقین ترو تازہ رہتا ہے۔ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے' منکرات سے منع کرتا ہے۔

داعی ہدایت کے قریب ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے داعی کو ہدایت سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ داعی کو پوری دنیا کے انسانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے۔ داعی جب اللہ کے راستے میں (دین کی محنت) ہجرت کرتا ہے تو اس کی دعائیں بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کی طرح قبول ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلے میں داعی کے قدم جمائے رکھتے ہیں' جیسا کہ جنگ بدر میں ہزاروں کے مقابلے میں کفار سے (۳۱۳ صحابہ کرامؓ) کو فتح نصرت حاصل ہوئی۔ داعی دین کے معاملے میں اللہ کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے معاملات میں داعی کی جان' مال' عزت کاروبار میں مددگار اور برکت کے غائب سے دروازے کھول دیتے ہیں' جس طرح سے اس کو وہم گمان تک نہیں ہوتا۔

حضرت آدمؑ سے لے کر سیدنا حضرت عیسیٰؑ تک دنیا میں جتنے بھی انبیاءؑ دنیا میں تشریف لائے۔ سب کا دین اسلام تھا اور سب داعی اسلام تھے۔ آخر میں حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ آخری نبیؐ ہیں۔ آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے دین مکمل اور کامل کرکے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا'

فیشن کا وبال

تحریر۔ راحت سلطانہ

فیشن کی دوڑ میں نوجوانوں کے ساتھ بزرگ بھی کافی آگے نظر آتے ہیں

جب سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے انسان کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہے۔ بقول محمد حسین آزاد انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا۔ یعنی حضرت انسان کو ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کی طلب ستاتی رہتی ہے کہ میرے پاس یہ ہے تو وہ نہیں یافلاں کے پاس کوئی چیز موجود ہے تو میرے پاس کیوں نہیں ہے مگر ان تمام سوچوں میں سب سے زیادہ فوقیت فیشن نے حاصل کرلی ہے اور آج کے دور میں ہر انسان کی دوڑ اسی فیشن کے پیچھے ہے۔

ہمارے معاشرے میں ہر طبقہ فیشن کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں مصروف ہے ہر شخص فیشن کے جنون میں مبتلا دکھائی دیتا ہے اور اس دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے چکر میں اخلاقی و اسلامی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو ظاہری وضع قطع میں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہتے ہیں اور ہر تقریب میں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ہم ہی منفرد نظر آئیں اور پر کشش لگیں۔ اس انفرادیت کو قائم رکھنے کے لئے بعض اوقات ایسے بھونڈے فیشن کو بھی اپنا لیا جاتا ہے جو انسان کو جنونی اور دیوانے حلیے میں تبدیل کردیتا ہے اچھا بھلا انسان معاشرے میں اپنی تضحیک کا ذریعہ خود ہی بن جاتا ہے۔

فیشن کی اس دوڑ میں نوجوانوں کے ساتھ بزرگ حضرات بھی کافی آگے نظر آتے ہیں، وہ اس بات کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ ہر بات اور ہر فیشن اپنی عمر اور مقام کے مطابق ہو تو اچھا لگتا ہے ورنہ وہ عیب بن جاتا ہے اس سلسلے میں مرد حضرات کا تذکرہ کچھ یوں ہے کہ اچھے خاصے بزرگ حضرات بھی نوجوان نظر آنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں مگر فطرت سے مجبور ہیں لہٰذا اپنی جوانی کے آثار برقرار رکھنے کے لئے کئی طرح کے حیلے کرتے ہیں بالوں کی سفیدی کو چھپانے کی خاطر خضاب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جن کے سر پر بال موجود نہیں ہیں تو وہ اپنی داڑھی مونچھوں کو رنگنے لگتے ہیں زیادہ تو بزرگ حضرات نے تو داڑھی مونچھیں ہی منڈوا لی ہیں کیونکہ بقول ان کے کلین شیو رہنے سے انسان زیادہ کم عمر اور جوان نظر آتا ہے اس جوانی کا لبادہ اوڑھتے ہی ان کی حرکتیں بھی منچلوں جیسی ہو جاتی ہیں اور یوں اس فیشن کے تعاقب میں وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے عزت و احترام تک کو پامال کروا لیتے ہیں۔

بات صرف مردوں کی ہی نہیں بلکہ بزرگ خواتین بھی فیشن کی اس دوڑ میں برابر کی شریک ہیں اور عام طور پر بھی بھڑکیلے رنگوں کے لباس کو فوقیت دیتی ہیں صرف یہی نہیں بلکہ چہرے پر جمی میک اپ کی تہیں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ واقعی جوان نظر آنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے بات صرف لباس یا میک اپ تک رہتی تو درست تھا مگر حیرت یہ ہے کہ ان کی چال میں لڑکیوں جیسے ناز و انداز سما جاتے ہیں حالانکہ یہ بزرگ خواتین عمر کے اس دور میں ہوتی ہیں کہ دوسروں کے لئے باعث تقلید ہوں اور ذکر خداوندی سے اپنے قلب کو منور کریں مگر فیشن کی دوڑ میں شریک ہو کر وہ اپنا احترام خود پامال کرتی ہیں بعض شرارتی منچلے اس قسم کی خواتین کی عمر اور پھر ان کی ٹپ ٹاپ دیکھ کر ان سے چھیڑ خانیاں کرتے ہیں اور یہ بزرگ خواتین شرمندہ ہو کر اپنی اصل روش اختیار کرنے کی بجائے یہ سمجھتی ہیں کہ ہم واقعی جوان نظر آرہی ہیں لہٰذا وہ مزید تراش خراش میں مشغول ہو جاتی ہیں۔

نوجوان نسل فیشن پرستی میں سب سے زیادہ قابل رحم ہے۔ آج کل لڑکیاں اور لڑکے دونوں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف کار نظر آتے ہیں۔ اگر کسی لڑکی کی قمیض کا کپڑا کم ہونے کے باعث قمیض تھوڑی اونچی ہو جائے تو اگلے دن تمام لڑکیاں اونچی قمیضوں میں نظر آنے لگتی ہیں یوں نیا فیشن جنم لیتا ہے اس تیزی سے اختیار کی جانے والی روش کو دیکھ کر کبھی کبھی ہم سوچتے ہیں کہ اگر کسی دن فیشن میں کوئی ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جائے تو اگلے دن شاید تمام لڑکیاں ایک پاؤں پر کھڑی نظر آئیں گی فیشن نے نوجوان نسل کو مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اب اس کی اندھی تقلید کی جانے لگی ہے اسی اندھی تقلید کی بنا پر لڑکے اور لڑکیوں کی پہچان بھی آج کل کافی مشکل ہو گئی ہے لڑکیاں مکمل مردانہ لباس اور مردانہ بالوں کے اسٹائل کو اپنا رہی ہیں۔ گویا اپنی تہذیب کو مکمل طور پر فراموش کیا جا چکا ہے۔

لڑکے آخر اس میدان میں کسی سے پیچھے کیسے رہ سکتے ہیں وہ لڑکیوں سے دو ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔ عجب وضع کے لباس پہننا ان کا وطیرہ بن چکا ہے عجیب و غریب حلیے کے ساتھ سڑکوں پر بے مقصد گھومنا پھرنا اور ہیرو نظر آنے کی کوشش میں سگریٹ منہ میں دابنا کافی مقبول عام فیشن ہے۔ پھول دار قمیض پہننا بڑے بڑے بال رکھنا اور اسٹائل کے ساتھ چلنا پھرنا اب فیشن میں داخل ہو گیا ہے جس نے ان کی مردانگی ختم کر کے رکھ دی ہے اور حالات سے ایسا لگتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد لڑکوں میں سب سے مقبول عام فیشن غرارہ اور ساڑھی ہوں گے۔ آج کل کی منچلی لڑکیوں پر ساڑھی ان کی جسامت کے اعتبار سے ٹھیک رہے گی آج کل کے لڑکے لڑکیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چہرے کی دیکھ بھال اور اس کی خوبصورتی کے لئے مختلف قسم کے ٹوٹکے آزماتے بھی نظر آتے ہیں۔

اس وقت لڑکوں کا انتہائی بھونڈا اور مقبول عام فیشن گھٹنوں سے جینز پھاڑنے کا ہے ہمارے خیال میں اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ کسی غریب لڑکے کے پاس ایک ہی گھسی پٹی جینز کی پینٹ ہوگی اور کثرت استعمال کے باعث وہ گھٹنوں پر سے جواب دے گئی ہوگی بس لڑکوں نے دیکھا دیکھی اپنی اپنی پینٹیں بھی گھٹنوں سے پھاڑ ڈالیں اور بعض جلد بازوں نے تو گھٹنوں سے پھاڑ ڈالیں اور بعض جلد بازوں نے تو گھٹنوں سے کافی اوپر سے پھاڑ ڈالیں کہ ممکن ہے جلد ہی یہ فیشن آجائے۔

تعلیمی ادارے جو علم و ہنر کا بہتا دریا ہیں اور لوگ وہاں علم کی پیاس بجھانے آتے ہیں مگر اب یہی تعلیمی ادارے فیشن کا دوسرا نام بن چکے ہیں۔ ہر کوئی وہاں ایک دوسرے کو دیکھ کر فیشن اپناتا ہے اتنی تیزی کسی اچھی بات کو اپنانے میں نہیں دکھائی جاتی جتنی جلدی نوجوان نسل فیشن کو اپنے اوپر سوار کر لیتی ہے۔ فیشن کی بدولت ہمارے معاشرے میں بلند اقدار کمزور پڑنے لگی ہیں اور دوستی، ہمدردی، شرافت و سادگی جیسی اقدار سے لوگوں کا یقین متزلزل ہو رہا ہے۔ مشرقی روایات پر کاربند طبقہ محدود ہوتا جارہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم جدیدیت کے خلاف ہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ ہمارے ملی و معاشرتی تقاضے مغرب سے قطعی جدا ہیں اور ہمیں مغرب کی اندھی تقلید کرنے کے بجائے خود کو بحیثیت پاکستانی مسلمان شناخت کرانا ضروری ہے جس میں جدیدیت کے ساتھ ساتھ ہماری روایتوں اور تہذیب کا رنگ بھی نمایاں ہو کیونکہ یہی ہمارے معاشرے کی پکار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیات پڑھیں۔

ان عذاب ربک لواقع○مالہ من دافع○

(ترجمہ) "بے شک تیرے رب کا عذاب (نافرمانوں پر) آکر رہے گا۔ کوئی چیز اسے روکنے والی نہیں۔"

اس کو پڑھ کر دل پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بیمار پڑ گئے اور بیس دن تک لوگ عیادت کے لئے آتے رہے۔

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

جدید سائنسی تحقیقات و نظریات

تحریر۔ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ

قسط نمبر ۱

قرآن سائنسی کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جو اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے

سائنسی علوم نے دورِ حاضر میں خاطر خواہ ترقی کی ہے۔ سائنسی ایجادات کا لاانتہائی سلسلہ جاری ہے۔ ہر نیا دن ایک نئی ایجاد کی نوید سناتا ہے۔ سائنسی ایجادات سے انسان بے پناہ فائدے حاصل کر رہا ہے اور انسانی عقل نے سائنس کے میدان میں جو جو کارنامے انجام دیئے ہیں' انسان ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

سائنس کے ذریعہ ہی انسان کے لئے ممکن ہوا کہ اس نے کرۂ ارضی سے نکل کر خلا کا رخ کیا اور چاند پر جا پہنچا اور دیگر خلائی سیاروں پر پہنچنے کا اپنے دل میں عزم کر لیا۔ انسان کے ان ارادوں میں کہاں تک اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے؟ یہ مستقبل میں ہی معلوم ہو سکے گا مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں تک اس میدان میں انسان ترقی حاصل کر چکا ہے وہ بھی خاصا وسیع و عریض میدان ہے۔

مسلمانوں نے سائنس کے میدان میں بڑے جاندار کارنامے انجام دیئے ہیں اور آج کا سائنس دان جن سائنسی اصولوں کو بنیاد بنا کر اپنی تحقیقات کو آگے بڑھا رہا ہے وہ مسلمان سائنس دانوں کے ہی ایجاد کردہ ہیں۔

بے شک قرآن مجید کوئی سائنسی کتاب نہیں ہے۔ یہ کتاب ہدایت ہے مگر اپنی جگہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علم و دانائی' عقل و دانش اور شعور انسانی کو بیدار کرنے میں جو کردار قرآن مجید نے ادا کیا ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ قرآن مجید نے ایک فلسفہ پیش کیا اور دنیا کو سوچنے کا ڈھنگ (Way of Thinking) سکھایا جس سے علم کو ترقی نصیب ہوئی' علم عام ہوا اور خواص کے قبضہ سے آزاد ہوا اور اسی علمی آزادی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سائنسی علوم کے ذریعہ انسان نے کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھایا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔ قرآن مجید بار بار غور و فکر کی طرف بلاتا ہے۔

اس مضمون میں جدید سائنسی تحقیقات کو قرآنی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ "مشتے از خروارے" کے مصداق معمولی سی کوشش ہے۔ مگر اس میں اہل فکر و دانش کے لئے ایک راستہ اور سمت کا تعین ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سائنسی علوم کو انسان کے لئے مفید بنائے اور ان کے منفی اثرات و نفوذ سے انسانیت کو محفوظ رکھے (آمین)۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "بے شک آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں' رات دن کی (مسلسل) تبدیلی میں' اس کشتی (جہاز) میں جو سمندر میں چلتی اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے' اور اس پانی میں جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے اتارتا ہے اور زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے اس پانی کے ساتھ زندہ کرتا ہے اور اس (زمین) میں اس (اللہ) نے ہر قسم کے چلنے والے (انسان و حیوان) پھیلا دیئے اور ہواؤں کے چلنے میں' اور آسمان و زمین کے درمیان بادلوں کی تسخیر میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے اور اس کائنات کی ہر چیز جسے انسان دیکھتا ہے یا محسوس کرتا ہے' کے بارے میں غور و فکر کی دعوت دی ہے' اسی تدبر و تحقیق اور تجربات کا دوسرا نام سائنس ہے۔

درحقیقت سائنس کی ابتداء اسی روز سے ہو گئی تھی جب انسان کی تخلیق کا آغاز ہوا تھا اور وجود پا کر وہ اس کرۂ ارضی پر اتارا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں غور و فکر' تدبر و تحقیق اور تجربات و مشاہدات نے انسان کو رب العالمین پر ایمان کامل کی طرف رہنمائی کی۔ اسے استدلالی یقین یا علم الیقین کہا جاتا ہے۔

اللہ کے مومن و مخلص بندے اپنے اس علم الیقین اور ایمان کامل کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار۔

کائنات کی تخلیق و بناوٹ اور تغیر و تبدل پر غور و فکر کے بعد متاثر ہو کر وہ کہتے ہیں۔

"اے ہمارے پروردگار تو نے انہیں بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

اس کے برعکس وہ لوگ جو مناظر قدرت سے متاثر نہیں ہوتے یا ان سے بصیرت حاصل نہیں کرتے' ان کے متعلق عظیم سائنس دان آئن اسٹائن ان الفاظ میں حیرت کا اظہار کرتا ہے۔

"وہ انسان جو کائنات پر اظہار تعجب کے لئے نہیں ٹھہرتا اور اس پر خشیت و تقویٰ کی کیفیت طاری نہیں ہوتی' درحقیقت وہ مر چکا ہے اور اس کی آنکھیں بصارت سے محروم ہو چکی ہیں۔"

جبکہ آئن اسٹائن سے سیکڑوں برس پہلے قرآن مجید نے اسی بات کی طرف یوں اشارہ فرمایا تھا۔

ترجمہ۔ "کیا یہ لوگ کائنات ارض و سماء اور دیگر تخلیقات الٰہیہ پر غور نہیں کرتے' شاید ان کی موت قریب آ چکی ہے۔ اس کے بعد آخر یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔"

یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک "مناظر قدرت" کو "آیات اللہ" کے نام سے موسوم کرتا ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کا ہر مومن کو حکم دیتا ہے۔

چنانچہ ۱۹۷۴ء میں ویٹیکن میں ایک پوپ نے سعودی عرب کے چند مسلمان علماء سے بحث کرنے کے بعد ایک اعلامیہ جاری کیا کہ۔

"یہ مذہب اسلام انسانی ترقی خصوصاً سائنس کا حامل ہے۔"

اور واقعہ یہ ہے کہ انفرادی زندگی میں قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کرنے والا سائنس دان جوں جوں قوانین فطرت کی گہرائیوں کو سمجھتا جائے گا اتنا ہی اس کا ایمان پختہ ہوتا چلا جائے گا۔

سائنس کا مطلب

سائنس لاطینی زبان کے لفظ Scientia سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "علم" ہے۔ چونکہ اس کائنات میں رونما ہونے والے تمام طبعی اعمال کسی نہ کسی طبعی قانون کے تحت وقوع پذیر ہوتے ہیں اس لئے مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر کائنات کے قوانین طبعی کا جو علم حاصل ہوا اس کو "سائنس" کہتے ہیں۔

سائنس اور مذہب

انسان نے جب پہلی بار اس کائنات رنگ و بو میں قدم رکھا تو اس نے خود کو مادیات یعنی جمادات' نباتات اور حیوانات میں گھرا ہوا پایا۔ اس نے اس خانۂ عجائب کی ہر چیز کا بغور جائزہ لیا اور ان سے آہستہ آہستہ استفادہ کیا مگر جب

باقی صفحہ ۲۷ پر

تحریر۔ محمد علی صدیقی، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

مرزا غلام قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو واضح الفاظ میں فرمایا یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ سورۃ مائدہ کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی تابعداری کریں۔

اس وقت میرے سامنے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی کا مضمون انگریز کا خود کاشتہ پودا اور منکر جہاد کون حقائق کی روشنی میں موجود ہے یہ مضمون' مضمون نگار نے مجاہد ختم نبوت جناب طاہر رزاق صاحب کے مضمون قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا کے جواب میں لکھا ہے۔ مکرمی طاہر رزاق صاحب کا مضمون انگریز کا خود کاشتہ پودا ماہنامہ آواز حق فرا نکفرٹ جرمنی کے اپریل ۱۹۹۴ء میں پہلی قسط اور جون ۱۹۹۴ء میں اس کی دوسری قسط شائع ہوئی تو جرمنی میں ہی نہیں پوری قادیانیت میں ایک طوفان برپا ہو گیا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کا جواب اگر نہ دیا گیا تو کہیں وہ سادہ لوح انسان جن کو قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے گمراہ کرتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور انگریز کو دجال کہہ کر تشبیہہ دیتے ہیں یہ حقیقت ان پر آشکارا نہ ہو جائے اور جرمنی کے ایک صاحب جو قادیانیت کے پروردہ ہیں (جناب عطاء اللہ کلیم صاحب) نے اس مضمون کا جواب لکھا اور اگر قارئین اس مضمون کو پڑھ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

قادیانیت کی تاریخ عنقریب آواز حق کے ذریعے آپ حضرات تک پہنچانے کی کوشش کروں گا اس وقت اس مضمون کا جواب دینے کی جسارت کر رہا ہوں اس مضمون میں صاحب مضمون نے مختلف نکات اٹھائے ایک تو حضرت امام مالکؒ کی کتاب سے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ "جب تو شرم حیا کو خیرباد کہہ دے تو جو چاہے کر۔"

مضمون نگار نے طاہر رزاق صاحب کو خصوصی طور پر اور امت مسلمہ کو عمومی طور پر' جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے اور نبی کریم ﷺ کی محبت میں خدا اور خدا کے رسول کے قانون کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے مخالف ہیں ان کو نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق بے حیا کہا۔ واہ رے صیاد تیری صیادی۔

حالانکہ عالم اسلام جو اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے اس حدیث کے اصل مصداق ہیں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پہ جھوٹ بولا اگر میں یہ بات کہوں یا قسم اٹھاؤں تو حانث نہیں ہوں گا کہ مسیلمہ کذاب نے بھی اس قدر جھوٹ نہیں بولا ہو گا جس طرح صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں بھی اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں جب قرآن کریم اور احادیث میں مذکور پیشین گوئیوں کے مطابق آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ایک فارسی النسل متبع اور روحانی فرزند (حضرت) مرزا غلام احمد (قادیانی) مسیح موعود اور مہدی معہود کے وجود باجود کے ذریعہ ظہور ہوا تو اس کی مخالفت میں بھی وہ تمام حربے استعمال کئے گئے جو انبیاء کے مخالفین ازل سے استعمال کرتے آئے ہیں چونکہ اسے آنحضرت ﷺ کی غلامی اور متابعت میں جری اللہ فی حلل انبیاء کے الہامی القاب سے ملقب کیا گیا...... یہ تھے وہ الفاظ جو صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں لکھے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے بارے میں ایسے الفاظ کہے جو صاحب مضمون نے مرزا کے بارے میں لکھے کہ مرزا کو اللہ نے انبیاء کے حلول میں بھیجا ہے۔ اب راقم چند ایک حوالہ جات مرزا غلام احمد قادیانی کے قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے' جس سے آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کو انبیاء کا حلول کہتے ہیں اس کا اندر اور باہر کتنا سیاہ ہے اور اس کی زبان کتنی غلیظ ہے۔ ایسے آدمی کو نبیوں کے حلول میں ماننا تو درکنار اس کو ایک شریف آدمی بھی تسلیم کرنا شرافت کی توہین ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے نبوت کا' مہدی ہونے کا' مسیح موعود ہونے کا مثل مسیح موعود ہونے تک

لیجئے قارئین حوالہ نوٹ فرمالیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح ص ۵۶ مندرجہ روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹ میں لکھتا ہے۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر تاریکی ہے۔"

ایک اور کتاب تذکرہ طبع چہارم ص ۴۳۳ میں مرزا نے اپنا الہام شائع کیا۔

"آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"

قارئین کرام! مرزا کا ایک اور حوالہ آپ کی نظر کیا جاتا ہے۔ یہ حوالہ عربی میں ہے اس کی عربی بھی نقل کی جاتی ہے۔

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی۔ الا ذریۃ البغایا۔

ترجمہ۔ "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔"

(روحانی خزائن ج ۵ آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷)

اب اندازہ کیجئے جس آدمی کو صاحب مضمون نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظہر اور روحانی فرزند قرار دے رہا ہے اس کی کتاب سے تین حوالہ جات آپ کی نظر کئے ہیں' ادھر اتباع کا اعلان کہ مرزا قادیانی اتباع سے نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہے اور ادھر یہ حال کہ مرزا اپنے بارے میں کشتی نوح میں لکھتا ہے کہ میں خدا کی راہ میں سے آخری راہ اور خدا کے نور میں سے آخری نور ہوں مبارک ہے وہ آدمی جس نے مجھے یعنی مرزا کو پہچانا اور بدقسمت ہے جو مجھے یعنی مرزا کو چھوڑتا ہے اور آگے مرزا نے لکھا ہے کہ میرے بغیر تاریکی ہے حالانکہ تمام اطراف عالم جانتا ہے کہ خدا کی آخری راہ' جو انبیاء کے ذریعہ شروع ہوئی وہ نبی آخر الزمان ﷺ ہیں اور خدا کی طرف سے آخری پیغام خدا کی نورانیت کی شکل میں وہ نبی کریم ﷺ اور وحی کی شکل میں نازل ہوا اور آپ

کے آنے کے بعد اور اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد قیامت تک نبوت اب نبی کریم ﷺ کی ہے اور رہے گی اور اب وحی لانے والے فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کا وحی لانے کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بند ہوچکا ہے۔ دوسرے حوالہ میں جو مرزا کی کتاب تذکرہ کا ہے اس میں مرزا لکھتا ہے کہ آسمانوں سے کئی تخت اترے اور (مرزا) کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا یہ مرزا کا الہام ہے ان تختوں سے مرزا کی مراد انبیاء ہیں اور خود کو تمام انبیاء کے اوپر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں سب سے اوپر ہوں میرا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ سے بھی۔ جب مرزا اپنے آپ کو تمام انبیاء میں اعلیٰ اور بلند ماننے کا اعلان واضح طور پر اپنی کتابوں میں کرتا ہے اور تیسرے حوالہ میں مرزا نے واضح طور پر لکھ دیا کہ جنہوں نے مرزا کی تحریرات قبول نہیں کیں وہ رنڈیوں یعنی بدکار عورتوں کی اولاد ہیں۔ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو بدکار عورتوں کی اولاد کہتا ہے اور صاحب مضمون مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہ الفاظ لکھ کر دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہے اور مرزا روحانی فرزند ہے۔ ایک تو یہ جملہ خود کہ مرزا کو نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ اور روحانی فرزند قرار دینا نبی کریم ﷺ کی توہین ہے اور ادھر مرزا کی جو زبان مبارک ہے قارئین نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کے بارے میں کیا زبان استعمال کی اور اس کے خود خدا کی تمام راہوں میں سے آخری راہ اور تمام نوروں میں سے آخری نور اور آسمان سے جو تخت اترے ان میں سے سب سے اوپر اپنا تخت قرار دیتا ہے۔ یہ آدمی بعثت ثانیہ کے لائق ہی نہیں ہوسکتا اور نبی کریم ﷺ کی تو بعثت ثانیہ ہوئی ہی نہیں' یہ سب قرآن مجید اور احادیث پر افتراء ہے جس میں قادیانی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قرآن احادیث کی روح سے نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہیں اور صاحب مضمون نے مرزا کو حلل انبیاء کا لقب دیا۔ میں قادیانیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انبیاء کے حلول ایسے لوگوں میں ہوا کرتے ہیں جن کی زبان ایک شریف آدمی کی زبان بھی نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صاحب مضمون نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب انگریز کے خود کاشتہ پودے نہیں تھے بلکہ مکہ مدینہ اور دیگر علماء کرام نے انگریز کی سلطنت کو تسلیم کیا۔ ہم کو کسی کے فتویٰ جات سے کوئی غرض نہیں ہم تو مرزا کی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ مرزا نے خود لکھا ہے کہ ہم انگریز کے خود کاشتہ پودے ہیں اور انگریز گورنمنٹ ہماری محسنہ ہے۔ رہی بات کہ صاحب مضمون نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ فلاں فلاں جماعت کے لوگ انگریز گورنمنٹ کے حامی تھے لیکن ان لوگوں اور جماعت کی بات اور مرزا صاحب کی بات اور اور۔ وہ امت کے لوگ ہیں امت کے لوگ غلطی کرسکتے ہیں اور مرزا کو قادیانی حضرات ملہم مانتے ہیں مرزا کو نبی مانتے ہیں اور مرزا کو مسیح موعود اور صرف قادیانی حضرات ہی نہیں مرزا غلام احمد قادیانی خود بھی مدعی ملہم مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اب آئیں اس طرف کہ مرزا اپنی تحریرات کی روشنی میں کیا تھا۔ ہم یہ کہتے ہیں اور دلیل کے ساتھ کہتے ہیں کہ صرف مرزا ہی نہیں مرزا کا والد غلام مرتضیٰ اور بھائی بھی انگریز کا ایجنٹ تھا بلکہ پورا خاندان انگریز کا وفادار تھا۔ اس بات کا مرزا غلام احمد قادیانی بہت اچھے انداز میں اپنی کتابوں میں تذکرہ کرتا ہے۔ حوالہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب پیغام صلح ص۹ روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۴۷۳ میں مرزا لکھتا ہے۔

"اس خدا کا کیوں کر شکر ادا ہو سکتا ہے جس کے فیض سے کوئی حصہ ہمارے وجود کا باہر نہیں ایسا ہی اس وقت ہمیں گورنمنٹ برطانیہ کا شکر کرنا بھی لازم ہے جس کی آزاد اور منصفانہ حکومت کی وجہ سے ہم بغیر کسی خوف کے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

حوالہ نمبر۲ :- پیغام صلح ص۴۲ روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۴۸۳۔

"میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہو اور ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے اس سے امن آرام پایا ہے۔"

حوالہ نمبر۳ :- روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۷۔ یہ ایک درخواست ہے جو مرزا نے نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو لکھی جس میں مرزا لکھتا ہے۔ اسی کتاب کے ص۳۴۹ پر۔

"اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ ان کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی ان کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔"

حوالہ نمبر۴ :- روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۰۔

" اور میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کرکے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکہ امن و آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔"

حوالہ نمبر۵ :- روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۹۔

"تیسرا امر جو قابل گزارش ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات پر پھیل گیا ہے جس کا پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔"

ایک اور حوالہ قارئین کی نظر ہے جو درخواست مرزا نے گورنر بہادر کو لکھی اس میں لکھا۔

"چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیال دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔"

اسی درخواست جو گورنر بہادر کو لکھی روحانی خزائن ۱۳ کے ص ۳۴۹۔۳۵۰۔

"اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیف سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا نہ کریں۔"

قارئین کرام یہ وہ حوالہ جات ہیں جو مرزا کی کتاب روحانی خزائن ج ۱۳ کے مختلف صفحات سے نقل کئے گئے ہیں اور آپ نے ملاحظہ فرمایا اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ عقل سلیم رکھنے والے حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ ان تمام حوالہ جات میں مرزا غلام احمد قادیانی گورنمنٹ برطانیہ کا کتنا خیر خواہ تھا اور اپنے ماننے والے حضرات کو کس کس انداز میں انگریز حکومت سے تعاون کا حکم دیا اور انگریزی حکومت کو کس طرح یقین دہانی کرائی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ستارۂ قیصرہ ص۱۰ روحانی خزائن ۱۵ میں ملکہ برطانیہ کو مخاطب کرکے لکھتا ہے۔

"خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔"

جی قارئین! کیا اس حوالہ پر تبصرہ کی ضرورت ہے کہ مرزا غلام احمد ملکہ برطانیہ کو ستارۂ قیصرہ میں صاف لکھتا ہے کہ خدا کی نگاہیں اس پر جس پر تیری نگاہیں اور خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر جس پر تیرا ہاتھ۔ یہاں مرزا ملکہ برطانیہ کو خدائی نگاہ اور ہاتھ قرار دے کر آگے لکھتا ہے کہ تیری پاک نیتوں کی تحریک پر خدا نے مجھے بھیجا ہے جو ملکہ خود خدا اور خدا کے رسولؐ کی منکر ہو خدا تعالیٰ اس کی تحریک پر کیسے نبی بھیج سکتا ہے؟ ایک اور حوالہ انگریز کی حمایت کا کتاب تریاق القلوب ص۱۵ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵ میں مرزا لکھتا ہے۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا۔"

جی اندازہ کیجئے مرزا کی انگریزی گورنمنٹ کی خیر خواہی کا اور صاحب مضمون نے جو بات لکھی کہ مرزا نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہیں اور روحانی فرزند۔ کیا نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ مرزا کو کہہ کر اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی توہین نہیں کی مرزا بھی توہین کا مرتکب ہوا اور صاحب مضمون بھی۔ اب آیئے ایک اور

حوالہ ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ کو واضح معلوم ہوجائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظہر نہیں بلکہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ کتاب تریاق القلوب ص ۱۵ روحانی خزائن ۱۵ ص ۱۵۶ میں مرزا لکھتا ہے۔

"یہ امن جو اس سلطنت (یعنی انگریز) کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں۔"

مرزا نے اس حوالہ میں واضح لکھا ہے کہ انگریز کی سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے یہ امن نہ مکہ میں نہ مدینہ میں جس آدمی کو مکہ اور مدینہ میں امن نظر نہیں آتا بلکہ جو مکہ اور مدینہ کے مخالف حضرات ہیں یعنی انگریز کی حکومت میں مرزا کو امن ملا ہے وہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ کا کیسے مظہر اور روحانی فرزند کیسے ہو سکتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک کتاب روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۰ میں لکھتا ہے۔

"جس نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریز کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس کے خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔"

اس حوالہ پر کوئی تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں۔

یہ تھے مختلف حوالہ جات مرزا کی کتب سے آپ نے ملاحظہ فرمائے اور ذریت قادیانیت آج تک ان باتوں کا جواب نہیں دے سکی اور نہ دے سکے گی۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ مرزا نے اپنی باقی تمام تحریرات میں ہمیشہ دو موقف اختیار کئے ہیں پہلے اثبات کیا پھر انکاری ہوا جیسے پہلے مرزا حیات عیسیٰ علیہ السلام اور آسمانوں پر زندہ موجود ہونے کا قائل تھا بعد میں انکاری ہوا اور بھی بہت سے حوالہ جات ہیں لیکن انگریز کی حمایت میں مرزا نے جو بات شروع میں کی مرتے دم تک اس پر قائم رہا۔

رہی بات جہاد کی جس میں صاحب مضمون نے جہاد کی تین قسمیں لکھی ہیں اور تبلیغ کرنے کو بھی جہاد کہا ہے حالانکہ واضح طور پر قرآن مجید میں تبلیغ کی آیات الگ ہیں اور جہاد کی الگ۔ اور جہاں لفظ جہاد آیا اس جہاد سے مراد جہاد بالسیف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا۔

"تم قتل کرو کفر کے اماموں کو۔"

یہاں قتل سے مراد جہاد ہے تبلیغ نہیں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

"جہاد کرو کفار اور منافقین سے۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

"کیا ہوگیا تم کو کہ تم جہاد نہیں کرتے اللہ کی راہ میں۔"

یہ تمام آیات جہاد بالسیف کی ہیں اور مرزا جہاد بالسیف کا منکر تھا اور تحریر کو جہاد کا معنی دیتا تھا۔ یہاں بھی صاحب مضمون نے مرزا کے اشعار کا قطعہ نقل کیا جو مرزا کی کتاب تحفہ گولڑویہ ص ۴۲ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۷۸ میں درج ہے۔

کیوں چھوڑتے ہو تم لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا نہیں بخاری میں دیکھو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگ کا کر دے گا التوا

ان اشعار میں صاحب مضمون نے مرزا کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیا اور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث جو بخاری شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے درج ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے یضع الحرب کریں گے اس سے پہلے حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جب آپ آسمانوں سے نازل ہوں گے تو جہاد کریں گے دجال کو قتل کریں گے دجال کو قلم اور تبلیغ سے ختم نہیں کریں گے بلکہ تلوار سے ختم کریں گے اور یہود کو قتل کریں گے حتیٰ کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاد کے لئے نکلیں گے اور یہودیوں کو قتل کریں گے اگر یہودی کسی چیز کی اوٹ میں بیٹھا ہوگا تو وہ چیز آواز دے کر کہے گی کہ اے مسلمان! یہودی میرے اس طرف موجود ہے اس کو قتل کر دے۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہوں گے آسمان سے نازل ہوں گے جہاد کریں گے دجال کو قتل کریں گے صلیب توڑیں گے لیکن مرزا جو عیسیٰ بنتا ہے یہ ابن مریم نہیں ابن چراغ بی بی عرف گھسیٹی تھا اور آسمانوں سے نازل نہیں ہوا تھا بلکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہاد کر کے دجال کو لد کے مقام پر قتل کرنا ہے مرزا نے جہاد کو حرام کیا اور مرزا کے دور میں کوئی دجال نہیں آیا۔ درثمین میں جو مرزا کی اشعار کی کتاب ہے مرزا لکھتا ہے۔

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
اب دین کے لئے حرام ہے جنگ اور قتال

اب آیئے اس طرف کہ مرزا کا مسیح موعود بننا اور اپنے آپ کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے اب حدیث کے مطابق مسیح نے آنا ہے وہ میں ہوں۔ اب ذرا دیکھئے مرزا مسیح موعود اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اصل مسیح کے خلاف مرزا کیا لکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰ دافع البلاء ص ۴ حاشیہ۔

"لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے۔ ناقل) اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا ہو (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوتا تھا۔ ناقل) یا بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کرتی تھی۔ ناقل) اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔"

اب ایک اور حوالہ انجام آتھم سے ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا اپنے آپ کو مسیح موعود اور مثیل مسیح ہونے کا اعلان تو کرتا ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کے بارے میں کیا اعلان کرتا ہے۔ انجام آتھم ص ۷ ضمیمہ۔

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔"

قارئین اندازہ کیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کے خبث باطن کا ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راست باز لکھتا ہے اور دوسری حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مثال دے کر کہتا ہے کہ وہ شراب نہیں پیتے تھے اس سے ان کا درجہ زیادہ ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے شراب نہ پینے کی وجہ سے اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے اور دوسرا یہ لکھا کہ کسی عورت نے ان کے بدن کو ہاتھوں یا بالوں سے نہیں چھوا نہ عطر ملا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کام کرتے تھے اور دوسرے حوالہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر تین دادیاں اور نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھی (العیاذ باللہ)۔

قارئین کرام! ایک طرف تو مرزا غلام قادیانی مثیل مسیح بنتا ہے جس کا مثیل بنتا ہے اس کے ساتھ اس انداز سے دشمنی رکھتا ہے شاید ایسی دشمنی کسی دشمن نے بھی اپنے مخالف کے مقابلہ میں نہ رکھی ہوگی۔ مرزا کا یہ کہنا کہ آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے یہ کوئی تعریف نہیں بلکہ طنز کے طور پر کہا ہے اور راست باز ہونے والے حوالہ میں یہ بات کہ حضرت یحییٰ کی خدمت کے لئے کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت نہیں کرتی ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت جوان عورت کرتی تھی۔ دراصل بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود نوجوان عورتوں سے خدمت لیتا تھا ملاحظہ ہو کتاب سیرت المہدی مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے موصوف مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ہے اپنی کتاب کے ص ۲۷۲۔ ۲۷۳ ج ۳ پر لکھتا ہے۔

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے مجھے (یعنی بشیر احمد ایم اے) کو بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام (یعنی مرزا

رپورٹ: نمائندہ خصوصی

ختمِ نبوّتؐ کانفرنس لندن کی کامیابی

مسلمانوں کو جب بھی دشمن نے للکارا یہ خم ٹھونک کر مقابلہ میں آ گئے

اللہ رب العزت کے بے پایاں فضل و احسان سے امسال ۱۳/ اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار برمنگھم برطانیہ میں نویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بڑے ہی تزک و احتشام سے منعقد ہوئی اور ہمیشہ سے زیادہ کامیاب رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج سے برسہا برس پہلے ۱۹۶۷ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے برطانیہ کا دورہ فرمایا تھا۔ آپ آسٹریلیا اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی تشریف لے گئے۔ برطانیہ کے شہر ہڈرسفیلڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم فرمایا تھا۔ ان دنوں قادیانی جماعت کا بیٹا آنجہانی مرزا ناصر برطانیہ کے دورہ پر گیا۔ حضرت مناظر اسلام نے اسے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ اسے سانپ سونگھ گیا۔ قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے نمائندہ حافظ بشیر احمد مصری مشہور زمانہ ووکنگ کی مسجد پر قابض تھے۔ حضرت مناظر اسلام اس مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کا بیان ہوا۔ حافظ بشیر احمد مصری قادیانیت سے تائب ہو گئے۔ ان کے اسلام لانے پر ووکنگ کی مسجد بھی قادیانیوں کے چنگل سے آزاد ہوئی۔ الحمدللہ آج بھی وہ مسلمانوں کے پاس ہے۔ حضرت مناظر اسلام کا یہ دورہ تین سال کے عرصہ پر محیط تھا۔

۱۹۵۸ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ برطانیہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ برطانیہ کے تمام قابل ذکر شہروں میں آپ کے خطاب و وعظ کے کامیاب پروگرام ہوئے۔

۱۹۸۳ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ نائب امیر اول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی سربراہی میں حضرت مکرم جناب الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی پر مشتمل سہ رکنی وفد نے برطانیہ کا دورہ کیا۔

۱۹۸۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کو متحد کر کے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء کو جناب جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔

قدرت باری تعالیٰ کی رحمت خاص سے اس آرڈیننس کے دیگر فوائد کے علاوہ قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ، جسے وہ ظلّی حج قرار دیتے تھے اور قیام پاکستان کے بعد وہ اسے تسلسل سے ربوہ میں منعقد کرتے تھے، اس پر پابندی لگی۔ مرزا طاہر ملک عزیز پاکستان سے فرار ہوا۔ لندن میں اسے پناہ ملی۔ اس نے وہاں پر قادیانی جماعت کا مرکز بنایا۔ ان کا وہاں سالانہ جلسہ ہوا۔ اللہ رب العزت نے اسلام اور مسلمانوں کے مزاج میں یہ خوبی رکھی ہے کہ جب بھی اسے دشمن نے للکارا، یہ خم ٹھونک کر مقابلہ میں آ گئے۔ ۱۹۸۵ء میں ہی پہلی ختم نبوت کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر اس کانفرنس میں پاکستان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی قیادت باسعادت میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن مرحوم، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، حضرت الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی نے شرکت کی۔

اس کانفرنس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ جس طرح قادیانیوں نے لندن کو اپنا مرکز بنایا ہے۔ اسی طرح عالمی مجلس کو بھی قادیانیت کے احتساب کے لئے لندن میں اپنا مرکز قائم کرنا چاہئے چنانچہ اس سے اگلے برس بفضلہ تعالیٰ لندن شہر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا ملکیتی دفتر قائم کر لیا۔ سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ تب سے شعبہ نشر و اشاعت کو مزید فعال کیا گیا۔ درجنوں انگریزی رسائل و کتب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کئے۔ جرمنی، بوسنیائی، عربی زبانوں میں بھی رسائل کے ترجمے شائع ہوئے۔ سویڈن، ناروے، ڈنمارک، کینیڈا، امریکہ، جرمنی میں بھی گاہے بگاہے ختم نبوت کی عظیم الشان کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

امسال ۱۳/ اگست کو نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے محترم الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب نے رمضان المبارک سے ہی محنت شروع کر دی تھی۔ کانفرنس سے ڈیڑھ ماہ قبل حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا اللہ وسایا برطانیہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے برطانیہ کے اکثر و بیشتر شہروں کا تبلیغی دورہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد عالمی مجلس کے رہنما صاحبزادہ طارق محمود صاحب بھی پاکستان سے کانفرنس کی تیاری کے لئے تشریف لے گئے۔ کانفرنس سے دو ہفتہ قبل حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی سربراہی میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ، حضرت صاحبزادہ محمد عابد صاحب پر مشتمل تیسرا وفد برطانیہ گیا۔

چوتھا وفد عالمی مجلس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی سربراہی میں، جس میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کے قائم مقام امیر خطیب اسلام حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان، خطیب سندھ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی، حضرت مولانا محمد جمیل خان، حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب شامل تھے کانفرنس سے دس دن پہلے برطانیہ پہنچا۔ دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی تشریف لائے۔

دعوۃ اکیڈمی کے سربراہ اور فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب پروفیسر غازی محمود احمد، ڈربن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ اور معروف سیرت نگار حضرت مولانا سید سلیمان ندوی کے صاحبزادے جناب سید سلمان ندوی تشریف لائے۔ برطانیہ کی معروف اور فعال دینی جماعت جمعیت علماء برطانیہ کی پوری قیادت، اسلامک ورلڈ مشن کے حضرت مولانا عیسیٰ منصوری اور حضرت مولانا زاہد الراشدی نے بھی کانفرنس کی تیاری اور دعوت کے لئے برطانیہ کا ہنگامی و طوفانی دورہ کیا۔ پورے برطانیہ بالخصوص شارک شائر اور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی حضرت درخواستی کی نماز جنازہ میں شرکت

کراچی (نمائندہ خصوصی) حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے انتقال کی خبر سنتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد مولانا محمد جمیل خان، مولانا محمد علی صدیقی، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی پر مشتمل خان پور روانہ ہو گیا۔ ان حضرات کے ساتھ قائد اہلسنت مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا فیض اللہ چترالی، مولانا غلام رسول، مولانا سیف اللہ ربانی بھی تھے۔ یہ وفد بذریعہ سپر ایکسپریس روانہ ہوا اور صبح پانچ بجے خان پور پہنچا اور نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا بشیر احمد بہاولپور کے مولانا محمد اسحاق ساقی رحیم یار خان سے مولانا احمد بخش مظفر گڑھ سے مولانا امام الدین صاحب اوکاڑہ سے مولانا عبدالرزاق صاحب سمیت ختم نبوت کے کثیر تعداد عہدیداران اور کارکنان نے شرکت کی اور حضرت کو اپنی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک کیا۔

لنکا شائر میں چھوٹی کانفرنسوں کا جال بچھا دیا گیا۔ کانفرنس سے قبل اس تمام محنت کے نتیجہ میں برطانیہ کے مسلمانوں میں کانفرنس میں شمولیت کے لئے جذبہ پیدا ہوا اور تحریکی انداز میں مساجد و مدارس کانفرنس کی تیاری کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ کانفرنس حسب سابق تزک و احتشام سے منعقد ہوئی اور مثالی طور پر کامیاب و کامران ہوئی۔ برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود کانفرنس کے شرکاء کے لئے اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگی۔

مسجد کا ہال' ڈے ہال کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ سعودی عرب سے حرم مکہ مکرمہ کے مدرس حضرت مولانا محمد مکی صاحب تشریف لائے۔ ان کا بیان کانفرنس میں روح رواں تھا۔ کانفرنس صبح دس بجے شروع ہوئی جو نماز ظہر کے وقفہ کے علاوہ پورا دن جاری رہی۔ پروگرام کے مطابق کانفرنس سات بجے شام ختم ہونا تھی لیکن پونے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ مقررین بہت زیادہ تھے۔ سعودی عرب سے حضرت مولانا ملک عبدالحفیظ صاحب' مولانا سعید احمد عنایت اللہ اور پاکستان سے مولانا ضیاء الرحمن فاروقی' مولانا منظور احمد اور سواد اعظم کراچی کے قاری محمد طیب بھی شریک ہوئے۔ برطانیہ کی دینی جماعتوں اور شخصیات نے بھی خطاب کیا۔ فلسطین کے جناب حسن محمود عودہ' حضرت مولانا سلیم دھورت اور پروفیسر غازی محمود کے انگریزی میں خطاب ہوئے۔

کانفرنس میں مقررین کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ حضرت عبداللطیف صاحب جہلم' حضرت مولانا نعیم اللہ فاروقی لاہور' کے بیانات نہ ہو سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا نے اپنا وقت مہمانوں کو دے دیا۔

لندن سے گلاسکو تک برطانیہ کے ہر شہر سے وفود شریک ہوئے۔ حاضرین کی کثیر تعداد کے باعث عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آئندہ کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ دسویں سالانہ کانفرنس کے چار اجلاس منعقد کئے جائیں گے۔ ایک اجلاس لندن میں' دوسرا گلاسکو' تیسرا مانچسٹر یا بریڈ فورڈ اور چوتھا اجلاس برمنگھم میں ہو گا۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کی باڈی اور مجلس شوریٰ نامزد فرمائی۔ سال بھر میں مزید کام کو جاری رکھنے کے لئے کئی اہم فیصلے ہوئے۔ غرضیکہ کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ اس پر حق تعالیٰ کے فضل و کرم اور لطف و احسان کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ رفقاء کرام اپنی محنت و دعاؤں سے کام کو مزید آگے بڑھائیں تاکہ فتنہ قادیانیت کا استیصال ہو سکے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ وما ذالک علے اللہ بعزیز۔

آٹھویں ترمیم میں سے امتناع قادیانیت آرڈیننس ختم نہیں ہونے دیں گے

جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا فضل الرحمن کی مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی کو یقین دہانی

حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے جنازہ پر خان پور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری مولانا فضل الرحمن سے ملاقات کی اور مولانا فضل الرحمن کی توجہ حکومت کے اس بیان کی طرف دلائی جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ آٹھویں ترمیم کے خاتمہ پر تمام اپوزیشن جماعتیں متفق ہو گئی ہیں' تو مولانا فضل الرحمن نے ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کو یقین دلایا اور کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میری اپنی جماعت ہے اور میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی شفقت اور دعاؤں سے کام کر رہا ہوں۔ ہم کسی طور پر بھی قادیانیت آرڈیننس کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ حکومت آٹھویں ترمیم بے شک ختم کرے لیکن قادیانیوں کے بارے میں جو قانون ہے جمعیت علماء اسلام کے ممبر اسمبلی میں اور اسمبلی کے باہر پوری قوت سے جنگ لڑیں گے۔ اس ملاقات میں مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی بھی موجود تھے۔

مرزائیت کا فروغ اور اس کے سدباب کی تجاویز

گزشتہ سال ۸ر ستمبر ۱۹۹۳ء کو ہوٹل کانٹی نینٹل اسلام آباد میں دو روزہ دعوت آرگنائزیشن سیمینار منعقد ہوا' جس میں متعدد علماء و اسکالرز نے مختلف موضوعات پر مقالات پیش فرمائے۔ "پاکستان اور دنیا بھر میں مرزائیت کا فروغ اور اس کا سدباب" کے عنوان پر جناب مولانا صدر الدین الرفاعی راولپنڈی نے نہایت مختصر اور مفید گفتگو فرمائی۔ ذیل میں قارئین "ختم نبوت" کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے (ادارہ)

"عیسائی تو عیسیٰؑ کو مردہ کہنے پر کافر ہیں جبکہ قادیانی حضرت عیسیٰؑ کی توہین کرنے پر کافر ہیں۔ مرزائی اور عیسائی ایک چیز ہیں' ان میں کوئی فرق نہیں' بلکہ غور کیا جائے تو عیسائی مرزائی سے بہتر ہے کیونکہ وہ اسلام کا کھلا دشمن ہے' جبکہ مرزائی چھپا ہوا دشمن ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عیسائی کا ذبیحہ حلال ہے' جبکہ عیسائی برانڈ (مرزائی) کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

مرزائیت کے فروغ کا اندازہ آپ اس کیفیت سے لگائیں کہ انہوں نے لندن جیسے مہنگے شہر میں اسلام آباد کے نام سے دو سو کنال کی اراضی خریدی ہے اور وہ صرف اور صرف تبلیغی مساعی کے لئے ہے' میرے احساسات یہاں یہ کہتے ہیں کہ عیسائی تعاون کے بغیر یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ان کا لگایا ہوا پودا ہے' اور وہ اس پودے کے مالی ہیں' ظاہریات ہے کہ مالی پودے کا اہتمام کرتا ہے۔ قادیانی مسلمان کے روپ میں مسلمان کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ غلام احمد قادیانی بحیثیت' مبلغ' مقرر' مناظر' مجدد پہلے نبی پھر بروزی نبی بنا اور جھوٹ پر جھوٹ بولتا رہا' مگر اس نے زندگی میں ایک سچ بولا جس کا ہمیں بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ وہ در ثمین میں کہتا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

کرم خاکی مٹی کے کیڑے کو کہتے ہیں اور آدم زاد اولاد آدم کو کہتے ہیں' اور بشر کی جائے نفرت کو بھی ہر کوئی سمجھتا ہے' اس کی بھی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں' بہرحال اس نے خود اپنا تعارف پیش کر دیا' ہمیں کچھ کہنے یا کہلانے کی ضرورت نہیں۔

قادیانی اب پاکستان میں دستور میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' اس پر ہمیں خصوصی نظر رکھنی ہو گی۔ یہ تو انسانی دستور ہیں' جو کافر ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا ہے وہ بدستور کافر ہے۔

اس سلسلے میں میری تجاویز یہ ہیں۔

۱۔ عوام الناس کو پاکستان اور بیرون ملک قادیانیت سے آگاہ کیا جائے۔

۲۔ قادیانیوں کے عزائم کھولے جائیں۔

۳۔ ڈش انٹینا کے ذریعے قادیانی جہاں پر بھی تبلیغ کر رہے ہیں' وہاں روکنے کی کوشش کی جائے۔

۴۔ مسلمانوں کے خلاف مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے' وہ بے نقاب کر کے عوام میں لایا جائے۔

۵۔ صحابہؓ' رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے خلاف جو بھی تحریرات ہیں' انہیں بے نقاب کیا جائے۔

قسط نمبرا

از۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

قادیانیت اسلام اور نبوت محمدؐ کے خلاف ایک بغاوت

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے

میں اس مقالہ میں ایک ایسے مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو ہر مسلمان کی توجہ کا مستحق ہے' خواہ وہ کسی ملک میں بستا ہوں' اس لئے کہ اس کا تعلق اسلام کے بعض بالکل بنیادی اصولوں سے ہے' اگر مسلمانوں نے اس سے غفلت برتی تو اس کا قوی خطرہ ہے کہ یہ معاملہ ایسی سنگین شکل اختیار کرلے کہ پورے عالم اسلامی اور پورے نظام اسلامی کے لئے شدید خطرہ بن جائے' اور پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہو۔

حال میں کچھ ایسے حالات و واقعات پیش آئے جنہوں نے پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ کو قادیانیت کے مسئلہ کی طرف پھیر دیا۔ ان حالات نے مسئلہ قادیانیت کی طرف جس کو لوگ بھولتے جارہے تھے' دوبارہ متوجہ کر دیا' اور بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب متعجب ہو کر پوچھنے لگے کہ کیا واقعی یہ مسئلہ اتنا اہم اور اس قدر سنگین ہے کہ مسلمانوں کا مرکز توجہ بن جائے' لیکن کیا کیا جائے مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے واقعتاً" اتنی ہی اہمیت کا مستحق ہے!

اسلامی ذہن کا اس طرف متوجہ ہونا بالکل حق بجانب ہے' کیونکہ مسلمانوں کی ہستی اور اسلام کے مستقبل کے لئے حقیقتاً" یہ ایک پریشان کن مسئلہ ہے' بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ مسئلہ کی واقعی اہمیت کیا ہے' اور اسلامی زندگی سے اس کا کس قدر گہرا تعلق ہے' یہ کشاکش کسی فرقہ بندی' تنگ خیالی اور مذہبی عصبیت کا شوشہ نہیں ہے' جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے' بلکہ خالص اسلامی مصالح اور مسلمانوں کی زندگی کا تقاضا ہے۔ آیئے اس کو تاریخی اور علمی حقائق کی روشنی میں دیکھیں۔

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے' صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ) نے جو جہاد کی تحریک چلائی' اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی' ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی' اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں' ادھر سوڈان میں شیخ محمد احمد سوڈانی نے جہاد اور مہدویت کا نعرہ بلند کیا' جس سے سوڈان میں برطانیہ کا اقتدار تزلزل میں آگیا' اس کو معلوم تھا کہ یہ چنگاری اگر بھڑک اٹھی تو پھر قابو میں نہیں آئے گی' اور پھر سید جمال الدین افغانی کی تحریک اتحاد اسلامی کو اس نے پھیلتے اور مسلمانوں میں مقبول ہوتے دیکھا' اس نے ان سب خطرات کو محسوس کیا' اس نے مسلمانوں کے مزاج و طبیعت کا گہرا مطالعہ کیا تھا' اور اس کو معلوم تھا کہ ان کا مزاج دینی مزاج ہے' دین ہی انہیں گرماتا ہے' اور دین ہی انہیں سلا سکتا ہے' لہٰذا مسلمانوں پر قابو پانے کی واحد شکل یہ ہے کہ ان کے عقائد پر اور ان کے دینی میلان اور نفسیات پر قابو پایا جائے' مسلمانوں کے مزاج میں درخور حاصل کرنے کے لئے دین کے سوا کوئی ذریعہ نہیں' اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں' اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔ یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا کیونکہ مسلمانوں کا مزاج بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہو سکتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی جو ذہنی انتشار کے مریض تھے اور بڑی شدت سے اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ ایک نئے دین کے بانی بنیں' ان کے کچھ متبعین اور مومنین ہوں اور تاریخ میں ان کا ویسا ہی نام اور مقام ہو جیسا جناب رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ انگریزوں کو اس کام کے لئے موزوں شخص نظر آئے اور گویا انہیں ان کی شخصیت میں ایک ایجنٹ مل گیا جو ان کے اغراض کے لئے مسلمانوں میں کام کرے' چنانچہ انہوں نے بڑی تیزی سے کام شروع کیا پہلے منصب تجدید کا دعویٰ کیا' پھر ترقی کر کے امام مہدی بن گئے' کچھ دن اور گزرے تو مسیح موعود ہونے کی بشارت ہو گئی' اور آخر کار نبوت کا تخت بچھا دیا' اور انگریز نے جو چاہا تھا وہ پورا ہو گیا' ان بزرگ نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا' اور انگریز نے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی اس کی حفاظت بھی کی اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں ہم پہنچائیں' مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا اور ہمیشہ وہ اس بات کے معترف رہے کہ ان کا نمود برطانیہ عظمیٰ کا رہین منت ہے' چنانچہ اپنی ایک تحریر میں خود کو حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ پودا" قرار دیا ہے' اور ایک جگہ اپنی وفاداریوں اور خدمت گزاریوں کو گناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے' اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں' اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل' کتابیں اکٹھا کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں' میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔"

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں' اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ۔

"اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھتے جائیں گے' ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

ایک اور جگہ کہتے ہیں۔

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں' بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے' چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں' اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک (ہندوستان) پر بھی پڑا ہے' اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں' وہ ایک

ایسی جماعت تیار ہوجاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں' ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے' اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں' اور گورنمنٹ کے لئے دلی جاں نثار۔"

مرزا غلام احمد صاحب کی اس تحریک اور ان کی اس جماعت نے انگریزی حکومت کے لئے بہترین جاسوس اور بڑے سچے دوست اور جاں نثار فراہم کئے' اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہند اور بیرون ہند میں انگریزی حکومت کی بیش قیمت خدمات انجام دیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا جیسے عبداللطیف صاحب قادیانی جو افغانستان میں قادیانی مذہب کی تبلیغ اور جہاد کی مخالفت کرتے تھے' ان کو حکومت افغانستان نے قتل کیا کیونکہ ان کی دعوت سے اس بات کا خطرہ تھا کہ افغان قوم کا وہ جذبہ جہاد اور حوصلہ جنگ فنا ہوجائے جس کے لئے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔ ایسے ہی ملا عبدالحکیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی اسی انگریزی حکومت کے لئے افغانستان میں فنا کے گھاٹ اترے کیونکہ ان کے پاس سے حکومت افغانستان کو کچھ ایسے خطوط اور کاغذات دستیاب ہوئے جن سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں برطانوی حکومت کے ایجنٹ ہیں' اور حکومت افغانستان کے خلاف سازش میں مشغول ہیں' جیسا کہ افغانستان کے وزیر داخلہ کے ۱۹۲۵ء کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے' اور قادیانیوں کے سرکاری اخبار "الفضل" نے اپنی ۳ر مارچ ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں اس بیان کو نقل کیا' اور اس قربانی پر بڑے فخریہ انداز میں تبصرہ کیا۔

علیٰ ہذا یہ قادیانی جماعت اپنے دور آغاز سے اب تک برابر تمام قوم پرور' وطن دوست تحریکات سے کنارہ کش رہی' ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس نے کوئی حصہ لیا' اور نہ ان کے بعد! اور صرف یہی نہیں بلکہ انگریزوں کی چودھراہٹ میں یورپی قزاقوں کی ٹولی (مستشرقین) کے ہاتھوں عالم اسلامی پر جو مصائب ٹوٹ رہے تھے' وہ ان کے لئے موجب غم نہیں باعث مسرت تھے' انہیں کبھی عام زندگی سے' اسلامی مسائل سے یا ان اسلامی تحریکات سے جو اسلامی حمیت یا سیاسی شعور کا نتیجہ تھیں' کوئی دلچسپی نہیں رہی' ان کا کام ہمیشہ مذہبی مباحثے اور موشگافیاں تھیں اور ان کی دلچسپیوں کا دائرہ صرف وفات مسیح' حیات مسیح' نزول مسیح اور نبوت مرزا غلام احمد پر مباحثوں اور مناظروں تک محدود رہا۔

ہندوستان کے علمائے اسلام اور ارباب فکر و نظر نے اس قادیانی فتنہ کو بہت اندیشہ کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے زبان و قلم اور علم کے ہتھیاروں سے اس فتنہ کے استیصال کی پوری جدوجہد کی' اور ظاہر ہے کہ ایک ایسے سیاسی اقتدار کے دور میں جو خود اس فتنہ کا مربی اور سرپرست ہو' اس سے زیادہ کوئی کوشش ممکن نہ تھی' ان مجاہدین اسلام میں سرفہرست ان چار حضرات کے نام ہیں' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء) مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا انور شاہ کشمیری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسلامی جماعتوں میں سے سب سے جوش اور سرگرمی سے اس گروہ کے خلاف جنگ کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام رہی' جس کے قائد اور روح رواں سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم تھے۔

اس زمرہ میں اسلام کے مایہ ناز مفکر ڈاکٹر محمد اقبال بھی ہیں' جنہوں نے اپنی بعض تصانیف میں صاف صاف لکھا کہ قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت ہے! اسلام کے خلاف ایک سازش ہے! یہ ایک مستقل دین ہے! اس کے ماننے والے ایک الگ امت ہیں' اور یہ امت' عظیم امت اسلامی کا ہرگز جزو نہیں ہے! اور یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی "دقیانوسی مولوی" نہ تھے' ان کا شمار دنیائے اسلام کے نہایت بلند پایہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا' اور وہ اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے' جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے' لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو بہت قریب سے جانتے تھے اور ان کے مذہب اور ان کے مقاصد و اسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے' اس لئے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے' اور وہ پہلے شخص تھے' جس نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا' یہاں ہم ان کے مقالات اور خطبات کے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

علامہ مرحوم نے ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار "اسٹیٹس مین" کو جس نے ایک بار اس مسئلہ کو اٹھایا تھا ایک مراسلہ بھیجا کہ "قادیانیت حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے متوازی ایک علیحدہ نبوت پر ایک نئے گروہ کی بنیاد رکھنے کی منظم کوشش کا نام ہے۔" اور اسی زمانہ میں جب ہندوستان کے نامور لیڈر اور سابق وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ سوال کیا کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں' جبکہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انہی کا ایک فرقہ ہیں؟ تو علامہ مرحوم ہی نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا (ہم اس بات پر اس لئے مصر ہیں) کہ قادیانی تحریک نبی عربی (ﷺ) کی امت میں سے نبی ہندی کی امت کو تراشنے کی کوشش کر رہی ہے۔" اور کہا کہ "ہندوستان میں اسلام کی حیات اجتماعیہ کے لئے یہ تحریک اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے' جتنی یہودی نظام حیات کے لئے یہود کے ایک باغی فلسفی "اسپینوزا" کے عقائد ہوسکتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے لئے ڈاکٹر اقبال مرحوم کا سینہ کھول دیا تھا' اور وہ اس حقیقت سے کماحقہ' آشنا تھے' کہ یہ عقیدہ ہی اسلام کی حیات اجتماعی اور امت کی شیرازہ بندی کا واحد محافظ ہے' اور اس عقیدہ سے بغاوت کسی حال میں رعایت کی مستحق نہیں ہے' کیونکہ یہ بغاوت قصر اسلامی کی بنیاد پر تیشہ چلانے کے مترادف ہے' اوپر کی سطروں میں "اسٹیٹس مین" کے جس مراسلہ کا ذکر کیا گیا ہے' اسی میں لکھتے ہیں کہ۔

"یہ عقیدہ کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں' تنہا یہی وہ عامل ہے جو اسلام اور ان ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط کھینچتا ہے' جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں' اور محمد ﷺ کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں' لیکن وحی و نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں' جیسے کہ ہندوستان میں برہمو سماج' اور یہی وہ چیز ہے جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخل اسلام یا خارج اسلام ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے' میں تاریخ میں کسی ایسے مسلمان گروہ کا نام نہیں جانتا' جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرات کی ہو' ایران کے فرقہ بہائیہ نے ضرور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا' لیکن انہوں نے صاف صاف یہ بھی اعلان کیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں' جو عرف عام کے اعتبار سے مسلمان نہیں۔

بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا دین ہے' لیکن اس کا قیام بحیثیت ایک سوسائٹی یا بحیثیت ایک امت سراسر حضرت محمدؐ کی شخصیت پر موقوف ہے' اس لئے قادیانیوں کے سامنے بس دو ہی راستے ہیں' یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور خود کو مسلمانوں سے جدا کرلیں یا ختم نبوت کی انوکھی تفسیر سے دست بردار ہوجائیں ورنہ ان کی یہ سیاسی ڈھب کی تاویلات ان کے دل کے اس چور کی غمازی کررہی ہیں کہ یہ لوگ صرف ان فوائد کے لالچ میں مسلمانوں کے دائرے میں گھسے رہنا چاہتے ہیں' جو فوائد مسلمان کے نام سے وابستہ ہیں' کیونکہ اس کے بغیر ان فوائد اور منافع میں انہیں کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔"

موصوف ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں کہ۔

"ہر وہ گروہ جو معروف و مصطلح اسلام سے انحراف کرے اور اس کا دینی فکر و مزاج ایک نئی نبوت کی بنیاد پر استوار ہو اور وہ ان تمام مسلمانوں کی صاف صاف تکفیر کرتا ہو جو اس نئی خانہ ساز نبوت کی تصدیق نہ کریں وہ گروہ اسلام کی سالمیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے' اور مسلمانوں کو اس پر سختی سے نظر رکھنی چاہئے اسلامی معاشرہ کی وحدت صرف عقیدۂ ختم نبوت پر منحصر ہے۔"

یہ تھا اقبال جیسے روشن خیال فاضل کا رویہ قادیانیت کے بارے میں' لیکن وقت گزرتا رہا' قادیانی اپنے کام میں مشغول رہے' فتنے اٹھاتے رہے' مناظرے کرتے رہے' شکوک و شبہات کا روگ لگاتے رہے اور انگریزی سیاست کی خدمت کرتے رہے' ان کا مرکز ضلع گورداس پور (پنجاب) کا ایک قصبہ قادیان تھا' انگریز کے سایہ عاطفت میں وہ اپنا کام کررہے تھے' لیکن یہ بات کبھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ کسی وقت کوئی بڑی سیاسی قوت بھی ان کے قبضہ میں آجائے گی اور کوئی ایسی نئی بنائی مملکت ہاتھ آجائے گی جس میں ان کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوگا' کیونکہ اولاً تو انہوں نے ملک کی سیاسی جدوجہد اور جنگ آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا' اور دوسرے یہ کہ ان کی تعداد بہت

تھوڑی اور مسلمانوں کی غیر معمولی اکثریت سے دبی ہوئی تھی' لیکن ۱۹۴۷ء میں یکایک مملکت پاکستان کی واغ بیل پڑ گئی' اور یہ چیز جس کا تصور بھی قادیانی اپنے حالات کے پیش نظر نہیں کرسکتے تھے' بغیر ایک قطرہ خون گرائے انہیں مل گئی۔ یعنی حکومت و اقتدار پر وہ اثر و نفوذ جو ان کو پاکستان کی نوخیز مملکت میں حاصل ہوا۔

مرزا غلام احمد اور ان کے رفقاء نے تصریح کی ہے کہ جو مسلمان اس نئے دین پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں' ان کے پیچھے نماز جائز نہیں' ان کو لڑکی دینا جائز نہیں' الغرض ان کے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا چاہئے' مرزا بشیر الدین محمود فرزند مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتاب "آئینہ صداقت" میں لکھتے ہیں۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

مرزا بشیر الدین صاحب ایک عدالت کے سامنے اپنے بیان میں کہتے ہیں۔

"ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں' اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے' اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے' غیر احمدی کافر ہیں۔"

ایک تقریر میں اپنے اور مسلمانوں کے اختلاف کے سلسلے میں مرزا صاحب کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ۔

"اللہ تعالیٰ کی ذات اور رسول کریم ﷺ قرآن' نماز' روزہ' حج زکوٰۃ غرض ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

اور حد یہ ہے کہ پاکستان کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا انتقال ہوا تو اپنے عقیدہ کی بنا پر سر ظفر اللہ خان نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

یہ تھے وہ اسباب جنہوں نے مسلم راہنماؤں کو ایک گہرے فکر میں ڈبو دیا' اور انہوں نے دیکھا کہ قصر اسلامی کو اندر ہی اندر ایک گھن لگ رہا ہے' اور برداشت نہ ہوئی۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔

(آل عمران۔۱۱۸)

"اے ایمان والو امت بناؤ بھیدی اپنے غیر میں سے وہ کمی نہیں کرتے ہیں' تمہاری خرابی میں' ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے' اور جو چھپا ہے ان کے جی میں سو اس سے بھی سوا ہے۔"

کے بالکل خلاف ہو رہا ہے' تب انہوں نے کہا کہ اس مشکل کا حل صرف یہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے' یہ بعینہٖ وہی تجویز تھی جو سب سے پہلے ڈاکٹر محمد اقبال نے پیش کی تھی اور اپنے خطبات و مقالات میں بہت شدت و قوت کے ساتھ اسی کی دعوت دیتے رہے تھے'

انہوں نے صراحت کے ساتھ کہا کہ "قادیانیت اسلام سے اس سے کہیں زیادہ مغائر ہے' جتنے کہ سکھ ہندوؤں سے' لیکن انگریزی حکومت نے سکھوں کو غیر ہندو اقلیت قرار دیا حالانکہ ان دونوں میں بہت سے معاشرتی' مذہبی اور تمدنی تعلقات قائم ہیں' وہ آپس میں شادی بیاہ تک کرتے ہیں' جبکہ قادیانیت مسلمانوں سے مناکحت مصاہرت کو قادیانیوں کے لئے حرام ٹھہراتی ہے' اور ان کے بانی نے مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات کو یہ کہہ کر ناجائز قرار دے دیا ہے کہ مسلمانوں کی مثال خراب شدہ دودھ کی ہے' جبکہ ہم تازہ دودھ کی مانند ہیں۔

باقی آئندہ

سایہ عرش الٰہی کے مستحق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سایہ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات شخص ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ قیامت کے اس دن جس دن کہ اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔

۱۔ عدل و انصاف سے حکمرانی کرنے والا فرمانروا۔

۲۔ وہ جوان جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا)

۳۔ وہ مرد مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد میں ہی اٹکا رہتا ہے کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آجائے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت کی۔ اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں۔ جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں' جب بھی محبت ہے۔ اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل اسی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔

۵۔ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔

۶۔ وہ مرد خدا جس کو حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت و عزت بھی تو اسے بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں' اس لئے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا۔

۷۔ اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کس کو دے رہا ہے۔ (صحیح بخاری)

بقیہ: قادیانیت انگریز کا پودا

غلام قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔"

اس حوالہ پر راقم کو تبصرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قارئین یہاں جتنے بھی حوالہ جات لکھے گئے ہیں ان میں ایک ایک کا ذمہ دار ہوں تمام کتب راقم کے پاس موجود ہیں۔ اب آپ حضرات کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ تھا نہ روحانی فرزند اور نہ انبیاء کے ظلول میں اور نہ مسیح موعود تھا نہ مثیل مسیح بلکہ ایک نہایت بدکردار انگریز کا خود کاشتہ پودا مگر جلد اپنی ہی تحریرات کی روشنی اور حقائق میں تھا۔ آخر میں راقم اور راقم کی پوری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان لوگوں کے لئے دعاگو ہے جن کو قادیانی حضرات نے اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرکے قادیانی بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ ہدایت نصیب فرمائیں اور نبی آخر الزمان ﷺ جن کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور جن کی زندگی بے مثل' بے مثال اور جن کی ہر بات پیشین گوئی روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو یہی راہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)۔

بقیہ: جدید سائنسی تحقیقات

اس نے آگے چل کر سائنس پر مذہب کا کنٹرول دیکھا تو اسے یہ پسند نہ آیا۔ اس لئے اس نے مذہبی ہدایات کے خلاف ہر چیز کو اپنی مرضی و منشاء کے مطابق استعمال کرنا شروع کر دیا جس سے بحر و بر میں فساد برپا ہوگیا اور یہ اپنا سکون و اطمینان کھو بیٹھا اور آخر کار یہ چیز اس کے لئے سوہان روح بن گئی۔

چنانچہ عہد وکٹوریہ کے مشہور ناول نویس جارج گسنگ کو صاف لکھنا پڑا کہ۔

"میں سائنس سے نفرت کرتا ہوں کیونکہ یہ انسان کی بے رحم دشمن بنی رہے گی اور اس کے گاڑھے پسینے کی تمام کارگزاریوں کو بدنظمی کے خونی سمندر میں غرق کر دے گی۔"

اسی قسم کی نفرت و مایوسی کا اظہار "شعبہ عمرانیات واشنگٹن یونیورسٹی" کے صدر "جارج لینڈ برگ" نے بھی ان الفاظ میں کیا ہے۔

"کیمیاوی لیبارٹری سے ایسی اکسیر دوائی کی توقع کرنا جس سے نسلی و ثقافتی امتیازات ختم ہو جائیں عبث ہے۔ البتہ ان مسائل کا حل مذہب کے پاس ہے۔"

باقی آئندہ

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M.160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام

تیرویں سالانہ کل پاکستان عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

بتاریخ

۱۳/۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۹۴ء
بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

بمقام

مسلم کالونی
صدیق آباد (ربوہ)

زیرِ سرپرستی شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہٗ امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یہ سالانہ کانفرنس حسب سابق پورے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے، جس میں ملک بھر سے مشائخ عظام، اکابر علماء کرام، راہنمایان قوم، دانشور، وکلاء، طلباء حضرات شرکت فرمائیں گے۔ شمع رسالت کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸